

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_228855

UNIVERSAL
LIBRARY

دیوان فیضی

ملک دین محمد بن محمد تاجیک
کشمیری بازار لاہور

ملک دین محمد نے پورا تمام خود اپنے دین محمدی ایکٹرک پرنس میں طبع کرا کر
کتب خانہ دین محمدی ٹیکل روڈ لاہور سے شائع کیا

کالی رایت محفوظ ہے۔ کوئی صاحب پیشہ کے بے اجازت طبع نہ فرمائیں

ان من اشعر حکماء من العربیان سبحا

دیوان فیضی قاضی

ملک الشعراء دربار اکبری کا کلام بلاغت نظام

جسے

ایک پرانے قلمی نسخے سے بعد تصحیح

حاکم فیروز الدین ایڈیٹرز پیشہ زالاہور نے

افادہ شاہین سخن کے لئے

کاشی نام پریس (سابق نوکشتہ) میں ہاتھام بابو کاشی نام صاحب چھپوایا

1939 حق بحقدار

خاکسار پبلشرز لک الشعراء سے دربار اکبری کے اس کلامِ بلاغتِ نظام کو اپنے
دلی کرم فرما اور مخلص بے ریاسر شاعر شعر و سخن نقاد و علم و فن منشی سراج الدین
صاحب المصاحف بہ خان صاحب "میر منشی ریزیدین کشتیہ کے نام نامی پر نذر کرتا ہے۔
جو ایشیائی نظم و نثر کے لاموز و غوامض سمجھنے کا ایک خاص مذاق اور وجدان سلیم
رکھتے ہیں *

خاکسار پبلشرز

ابوالفیض فیضی فیاضی

شیخ فیضی کا اصلی نام ابوالفیض تقی الدین شہر آشوبہ تھری کی بیدلین تھے۔ شہر آشوبہ میں چار باغ کے قریب رہتے تھے۔ شیخ مبارک اللہ عرف شیخ مبارک کے فرزند اکبر ہیں جو علماء اکبری میں فاضل شہرت رکھتے ہیں۔ زمانہ ابتدائی میں فیضی تخلص کرتے تھے۔ دربار اکبری میں رسائی ہوئی اور چھوٹے بھائی آفتاباں اندارج بیٹے کے لئے لیدہ دربار اکبر شاہی ہو گئے علامی مشہور ہوئے۔ انہوں نے بھی فیضی قیاسی تخلص اختیار کیا۔

انہوں نے مرثیہ علوم عقلی و نقلی کا سرمایہ پایہ سے پایا تھا۔ مگر فن شعر میں تو وہ کمال دکھایا۔ کہ بڑے بڑے استادان لوزکین لویا بان گئے۔ پایہ اگرچہ شاہوہ تھا لیکن ہمدان فاضل ضرور تھا ہمیشہ بیٹے کے کلام کو فصاحت و بلاغت کی سان پر لگانا اور موزن سخن کے سر چھبے بہا تا رہتا تھا۔

شیخ فیضی ابھی تک کلی کی ماثر تھے۔ دنیاوی سعادتوں سے نجات ہی نہ پاتے کہ کچھ کھلتے تھے۔ تمام ازل سے خود ہی شایخ طبع کے چھو لوں کی ہرکس زبان عالم میں پھینکا کہ دربار کی سچا دیا۔ اکبر تو ایسے گل رعنا پر قدرتی شیدا تھا۔ نسیم سخن پر عند لب بست کی طرح چھپایا۔ اور فوراً طلبی کا حکم کہیں با۔ مگر سادوں سے حسن طلب کو طلبی عتاب کے پیراہ میں لگا کر اور حاکم آشوبہ کے نام لکھ بھیجا۔ کہ فوراً گھر سے بلا کر بھیج دو۔ کچھ بات گئی تھی۔ کہ چند ترکوں نے اگر شایخ مبارک کا گھر گھیر لیا۔ دشمنوں سے نہ بکا رکھا تھا۔ کہ شیخ بیٹے کو چھپا لیا۔ اور ڈرائے دہم کا بے اختیار گرد نہ بھجیے گا۔ اس پر آفتاباں فیضی بھی اس وقت کہیں گشت میں مصروف تھا۔ سپاہیوں نے شیخ مبارک سے جو پوچھا۔ تو انہوں نے بے تکلف کہہ دیا۔ مگر میں نہیں ہیں۔ یہ سنتے ہی اچھے عقل سپاہی بڑا سٹہ دہمکانے لگے۔ آخر سہرہ اسی جیس میں فیضی بھی آن بیٹھے۔ اور راتوں رات روانہ دربار ہو گئے۔ لیکن گھر بھر کے لوگ بھر طہ میں غرق ہو رہے تھے۔ کہ دیکھتے۔ تقدیر کیا رنگ لائے۔ باسے کئی دن بعد خبردار خبر لائے۔ کہ شاہ عالم شاہے عنایت بے عنایت سے سرفراز فرمایا ہے۔ خوف و خطر کا کوئی مقام نہیں۔ فیضی خسرو آفاق کے حضور حاضر ہوئے۔ تو بارگاہ سلطانی کے گرد گرد چاندی کا کپڑا تھا۔ یہ باہر کھڑے کئے گئے۔ تو بیٹے پر قطع پڑھا۔

یا درشاہ اورین پھر وہ ام
 ز آنکہ من طوفی رشک عالم
 اکبر اس ماثر طبعی سے کمال مسرور ہوا اور شیخ فیضی پاس آئے کی اجازت دی فیضی نے قصیدہ اقل جو دربار میں پڑھا۔ اس کا مطلع یہ ہے۔

سچ تو یہ رسالہ فاضل سلیمانان
 رسدہ بچو سعادت کشادہ پیشانی
 تین کم دو سو شعر تھے۔ اور ہر شعر کو یا فلسفہ حکمت سے معمور اور کمال شاعری سے بھر پور تھا۔ بادشاہی سادوں کا طلبی کے لئے آنا اور گھر بھر کا اضطراب و پریشانی دکھانا بھی چند اشعار میں عجیب رنگ میں لکھا ہے۔

ازل زمان چوں ایسے کہ بود بے آرام
 گنج جو در ہم مرتبہ کو کہ آمد دیسیل
 زمان کشیدہ بدار انصافے عجب ریا
 اگر حقیقت اسلام در جهان این است
 سفید و دم از موج خیز طوفانی
 بر دم فلذون او شکوہ آنگاه اقلانی
 شہود کذب نہ شوے اگر ان ایمانی
 ہزار خندہ کفر است بر مسلمانانی

مختصر یہ کہ یہ شاعر بلند خیال اور عالم ہے۔ مثال اقبال عدو مال کی بدولت تھوڑے ہی عرصہ میں شاعری سے دور جدا مصاحبت تک پہنچ گیا۔ اور مصدا حبیبی ایسا کہ عالم پناہ کو کسی عالم میں جدائی پسند نہ آتی۔ اور تمام مہجرت مددگت میں اس کی شرکت لازم سمجھی جاتی ہے۔ اس سے پہلے دفتر شاعری لکھیں ہی اور کہیں فارسی میں تھا۔ کہیں ہما جہی بھی تھا۔ کا دستہ تھا۔ اگر بے حکم سے کوڑ لکھتی۔ میر فتح اللہ شیرازی۔ نظام الدین شہسختی۔ حکیم ابوالفتح۔ حکیم تمام مشورک کے لئے بیٹھے۔ مال۔ دیوانی۔ فوجاری وغیرہ وغیرہ کے سر شے کتاب الگ لکھے گئے۔ کچھ غزلات دفتر کے لئے قواعد و ضوابط مقرر ہو گئے۔ کہ سب لوگ ایک ہی طور پر لکھنا یاد کیا کہیں۔ اور محروم میں اختلاف نہ ہو سکے۔

مسلک میں اگرہ۔ کالی۔ کالہجری تحقیقات معانی کے لئے صدر الصدور کی سند اشعار چنانک ہوتے۔

شاعر ادگان دانا تبار کا فر استاد ہی اسی استاد کامل کو حاصل تھا۔ جو شاہزادہ پڑھنے کے قابل ہوتا۔ پہلے فیضی کے مسلک سے زانوئے شاکر دی نہ کرتا۔ اور یہ بھی ان کی تعلیم و تربیت اور غور و برداشت میں کوئی دقیقہ فرنگداشت نہ کرتے۔ چنانچہ سلیم مراد۔ دانیال سب ان ہی کے تعلق مکتب تھے۔

۱۹۱۷ء میں ملک الشعراء کے خطاب سے مناد کیے گئے۔ کہ سلاطین چغتاش میں سب سے اول غزالی شہیدی کو اور پھر شیخ فیضی کو ملا۔ عربی ایرانی ہونے پر یہ رتبہ حاصل نہ کر سکا۔ اور اسی بنا پر دو لوگ ہیں۔ اسی ہی لوگ جھونک ہونے لگی۔ جسے ذوق و غالب میں تھی۔ اگر نامہ شیخ ابوالفضل لکھتے ہیں۔ کہ خطاب ہونے سے دو تین دن ہی ایشیہ شگفتگی طرح نے ایک قصیدہ کے اشعار میں رنگ دکھایا تھا۔

آں روز کہ فیضی عام کر دند
 مارا بہ تمام در بلو زند
 مارا ملک الکلام کر دند
 تا کار سخن تمام کر دند
 از بر صعوبت فکر دست ما
 آرا این مہذت باہم کر دند

خوش قسمتی سے جس طرح فیضی باہ شام کے ظاہر و باطن خیر اندیش تھے۔ ویسے ہی اگر بھی انہیں دل سے چاہتا تھا۔ اور شیخ جو شیخ (جی) نے خطاب سے مخاطب کیا کرتا تھا۔ ایک دن سرور بار فیضی کو پوچھ کر مالیش کی یہ تصنیف میں کھڑے بیٹھے گئے۔ اگر چہ چاہ ان کی طرف کن آنکھوں سے دیکھتا جاتا تھا۔ میرزا بہت منہ لگے تھے۔ کچھ بات کرتے تھے۔ تو اگر نے فوراً لوگ کر کہا۔ حرف مزید شیخ جو چیز نہ بیوقوفید۔ یہ عموماً دخل کو کبھی ہاتھ سے نہ دیتے تھے۔

اگر احمد آباد و گجرات کی ملیغاریں مار کے پھرا۔ تمام فوج پیچھے چکے۔ وہیں کی وردی اور وہاں کے ہتھیار۔ اگر خود سپہ سالار تھا۔ دکن پر چلی۔ کانہ سے پر گئے آگے آگے چلا آتا تھا۔ چھوڑ

کے قریب احراء و وزراء استقبال کو حاضر ہوئے۔ فیضی نے بڑھ کر غل سنا لیا۔ مطلع یہ تھا کہ
تسیم خوش دلی از پنج پور سے آید کہ بادشاہ من از را و دور سے آید
بادشاہ کا کشت کشمیر کو پہنچے۔ موسم بہار سے دل مسرور تھا۔ کہ فیضی کی شگفتگی و طبع

نے ایک قصیدہ لکھ کر اور محفوظ کر دیا۔ مطلع ہے
ہزار قافلہ شوق میکند شب گیسر کہ بار عیش کشاید بخت کشمیر
ابو الفضل لکھتے ہیں کہ فارسی کا کل کلام نظم و نحاس ہزار بیت انداز سے میں آیا ہے

تعمیرات میں دیوان خود مرتب کیا جس کا ایک علمی نسخہ کر کے - جو تصحیح کے بعد نذر ناظرین
ہے غالباً اہل ذوق و شوق کا کافی حظ اٹھائینگے۔ اور اس تلاش و محنت اور محنت و کاوش تصحیح
کی داد دیکھے۔ غزلیں سب کی سب سلیس اور شستہ زبان میں ہیں۔ استعاروں سے بچ کر لطف زبان
کا خیال بہت کچھ ملحوظ رکھا ہے۔ ہر شعر حکمت فلسفہ اور نفس شناسی اور خدا دانی میں عجیب بند پر داز
دکھا تا ہے۔ کہیں کہیں عربی کا ایک آدھ مصرعہ لگا کر بھی لطف کو دو بالا کر دیا ہے

اس کے بعد شمسہ نظامی پر بھی خمسہ لکھا۔ چار مہینے میں "نردون" سنسکرت سے فارسی میں
لکھی۔ چار ہزار دو سو شعر سے کچھ زیادہ ہیں۔ پانچ اشرفیاں رکھ کر نذر گزرائی۔ پسند شاہ ہونے پر
خوشنویسوں کو لکھنے اور سنسکروں کو تصویروں میں بنانے کا حکم ملا۔ نقیب خاں جو رات کو کتا میں نیا
کرتے تھے۔ ان میں یہ بھی داخل ہوئی۔ مطلع کتاب کا یہ ہے :-

اسے در تک چلوئے تو ر آغاز عنقائے نظر بلند پرواز
گیتے ہیں فیضی نے طالع مس لکھا تھا عربی کی اصلاح سے عنقا کر دیا۔ کہ طالع مس ہاڑ نہیں سکتا
اسی میں پونے دو سو شعر کی ایک نعت بھی عجیب نزاکت و لطافت اور بلند پروازی کے
ساتھ لکھی ہے۔ نعت کا مطلع ہی کیسا لا جواب ہے

آل مرکز دور ہفت جدول گرداب سپین و موج اول
"مرکزہ ادوار عالم ہمارے میں لکھی تھی سنہ ۱۰۰۰ میں شیخ ابو الفضل نے مرتب کی یہ مضمون
مضمون کے شعر الگ الگ لکھئے۔ اور ترتیب دیکر داستان داستان مثنوی کے نیچے لکھی لیلیائی
حساب کی کتاب سنسکرت سے فارسی میں تیار کی۔ بادشاہ کی فرمائش پر رہا بھارت کے ترجمہ نثر
کی درستی اور اس کے ساتھ نظم کے موافق ہونے پر متوجہ ہوئے۔ مگر صرف دو پر ہی دست ہوئے
باقی ناقص رہی۔ انہوں نے فیضی اور الدین محمد عبداللہ خلعت بیکم عین الملک نے سنہ ۱۰۰۰ھ میں
ترتیب دیکر "لطیفہ فیاضی" نام رکھا۔ اس میں رقععات اور عرضیاں ہیں۔ کہ روز سلطنت اور
بڑے بڑے نکات پر مشتمل تھیں

"تفسیر سواطع الالہیام" ۵۰۰ جزو کی کتاب ہے۔ تمام یہ نقطہ سلطنت ۱۰۰۰ھ میں لکھی ہے جس
میں اپنا باپ کا۔ بھائیوں کا اور تحصیل علم کا حال ہے۔ بادشاہ کی تعریف اور قصیدہ لکھا ہے۔
آخر میں ۹۹ فقرات ہتہ ہے۔ کہ اس نے مطلب کے ساتھ ہر فقرہ تاریخ اہتمام ہے۔ اس ربیت
سے فضلائے عصر نے تفریطیں لکھیں۔ "موارد الحکم" میں پتہ و نفاذ کے چھوٹے چھوٹے فقرات
ہیں جن میں "نمول" مثنوی ہونے میں یہ بھی ہے لفظ ہے۔ "موارد الحکم" دار الحکم تاریخی نام
رکھا بعض کتابوں میں ان کی تصانیف کی تعداد ایک سو ایک لکھی ہے جن میں اسے اکثر
بالکل ہی گننا اور بے نام و نشان ہیں

کام دیکھو تو سراپا تصوف سے بہرہ زہ ہے۔ اور روحانیت کے خاص زیور سے مرصع
 تھے۔ اطلاق و عادات میں شگفتہ مزاج۔ بہانہ نوازی و سخاوت میں اسم با سنی فیضی
 قیامی۔ علماء شہداء و کوراکر اہل کمال اگر آئے تو ان ہی کے ہاں اترتے۔ عرفی بھی آئے۔ تو
 ان ہی کے بہانہ ہوتے۔ سلسلہ کے اخیر میں ضیق النفس (دومہ) نے دم میں دم لڑ رکھا تھا

ہاں ماہ میشر یہ برابری زبان سے نکلی
 دیدی کہ خاک میں چھیرتی کرد
 آں سینہ کے خانے دروئے بچید
 غنبد کنی امراض نے یکلفت آن گھیرا۔
 دو دن بالکل چپ رہے خسرو آفاق خود
 عبادت کو آئے۔ ٹیکارا تو آنکھ کھول کر آداب بجالائے۔ مگر منہ سے کچھ کہہ نہ سکے۔ بادشاہ
 آو سر بھر کر آئینہ پیچھے چلے گئے۔ آخر کار صرف سلسلہ کو یہ آفتاب علم و فضل ماہناب بھر
 سینہاں نہاں خانہ خاک میں روپوش ہو گیا۔

لائی حیات آئے قضا لے چلی۔ چلے
 اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے
 خدا عبد القادر بدایونی نے ان کے مذہب کے خوب پرچھے اڑائے ہیں۔ مگر مذہب کا معاند
 خدا کیساتھ ہے۔ وہی عالم الشیب سب کے تہاں راستکار کا دانائے ہم
 محتسب رے درون خانہ چہ کار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱ | خود را شناس تا بشناسی خدائے را
 در کاوش آرزومت دریا کشائے را
 بر خاک ریز جسمت در آرزائے ما
 مردان ره برهنه نه با دند پائے را

بکشاے پرده چشم حقیقت نائے را
 لب تر کن بحیثه درو اندیز کتاب
 گردنانشند حریفان بزم عشق
 درگاں بر بند چوں قدم از دیده بیگنی

مجلس زبانگ پرده دریاں فسرده شد
 فیضی بدست کن قلم سر مره سائے را

۲ | عشقت که بر بسته نبلن اصیب ما
 عجزشید بود آخبر انفس روز شب ما
 چندان که درازست زبان طلب ما

مستانه سخن میرسد از دل بلب ما
 با شمع نسوزیم و بختاب نسایم
 فریاد که دوریم ز مطلوب دل خیش

مارا همه بخوانند دریں میکده فیضی
 از سید آفتاب من ہیں بس لقب ما

۳ | گوهر انفاس پیش گنج باد آورده ما
 آفتاب عشق کے مالک نہاں در گویا
 نیست بیدروان عالم را خیر اندر دما
 خضر و آب زندگی کا منس بود در دوزخ ما
 نیستی آگہ ز اشک گرم عبا و سر دما

شمر و عشقیم و دل گلگون عالم گرد ما
 بر همه سوز دل ما خاکساران روشن است
 درو مندا نیم با درو محبت کرده خوا
 نیست با آسودگان دهر مارا نسبتے
 ناز پرده ز گرم پرده عالم بے خبر

اشد دل ما فیضی ز دست که میزند کند شد
 خندان عقل پرواز جنوں پرورد ما

۴ | در شعر من جمال غزل عاشقانہ را
 فرصت دواغ میکند مشب بہانہ را
 در گل گزشتہ درو دیوار خانہ را

مطرب بلند ساز کن اشوب ترانہ را
 لے کام دل بیا کہ بعد حسرت دراز
 مشکل گفتہ ز منے فاکش گفتگی

فیضی تو خامشی و حریفان در انتظار تا آتش نہفتہ بر آرد زمانہ را	
وہ چہ دراز کردہ سلسلہ ہنوز را فائے اگر خبر شود پردہ دران کوز را	۵ وہ یہاں تمام شد و عدہ ہنوز بچیاں بار گلہبست آہم را بچہ بخش آرزو
فیضی اگر ز لطم خود صیبت بندہ برشی مشعل قدسیاں گئی معنی دل فوز را	
نرید صید بر قراک بھتقن بادشاہ را اگر در حشر میرزید خون بے گناہ را مگر لطف خدا آرد برہ گم کردہ را کہ در روز قیامت پشیمہ باشد گواہ را	۶ سر ہوندا یا عشاق نبود کجکلا تاں را ایں قوم بہشتی رو کر یا را بے بر سید؟ مسلماناں ل و دینید بنیاں گم شد نرا گریکشی اسے فتنہ جو از خلق تہاں
بتان ہند تو چشم عشاق اندازاں فیضی بجاسے مردمان دیدہ جا کر دین سیاں	
کامد ز ازل عشق و جنوں نامزد ما گر نیاک نگویند نگویند بوما در مہکت عشق بود چار حد ما را ہے سوئے خود و س بود از حد ما	۷ ساتی بدہ اس دشمن ہوش و خرد ما ما سر لیسر از خلق و صنا ہم کہ با سے رسوائی و دید انگی و شور و ملامت مارا منگر زیر زمین خفتہ کہ پہناں
ماخو بہ نہر دیم دریں مسر کہ فیضی وقت ست کہ بہت برساند دوما	
صلائے بادوزن درد می کشاں لاؤبالی را بیدستہ کہ از حد سے برو بے اقتدالی را ولے از شوق محروم و سر سے از فوق غلی را کہ مہ بخشند بر عنایاں خمیں نازک پہنالی را	۸ شب عیدت ساتی چرخ وہ جام لالی را تفاوت ہماست درستان کجہ کن بادوہ کم درو تعالی اللہ چہ عیدست اس کہ در دوران سلیم بتاں در جلوہ نماز نازم بر خداوند سے
نوشا انقبالی سرستان دریا دل کہ چون فیضی	

نہزم الکبریٰ ہرند فیض لایزالی را

<p>رفتہ بید لے نہ از دل ما غم پائے فشرودہ در گل ما کشتی کشتی ب حل ما محل کشس میر منزل ما</p>	<p>۹ اے ہنغانِ محفل ما مادست ز غم ہنساوہ بر سر دریا ئے غم و گوہر اشک زود است کہ از نوئے پیدا سنت</p>
---	--

بلندار گرہ بکار فیضی
لے عقدہ کثائے مشکل ما

<p>مجنون بلاکش بود از سلسلہ ما کا مشبہ حرم پیش رو وقتا فدما فریاد ز دوست دل بے حوصلہ ما</p>	<p>۱۰ پیر رہ عشقیم و جنوں مرحلہ ما اے کعبہ رولہ ہر سہی با بگزارید گفتیم غم عشق ہر کس کہ شستیم</p>
---	--

دیوانہ عشقیم دریں باو یہ فیضی
کز ہفت فلک میگذر و غلغلہ ما

<p>دیند صبح سعادت نہ سے سعادت ما باو درست بود نسبت ارواوت ما بر در چشمہ گو اہنہ بر شہادت ما رواد بود کہ میجا کند عبادت ما</p>	<p>۱۱ سحر بمیکدہ مقبول شد عبادت ما مرید پیر مغانیم دور طریقت عشق شہید خجہ عشقیم و شاہدان جہاں چہیں کہ بے لب جا بخش یار ہماریم</p>
--	---

بغیر عشق نخواہیم باطن فیضی
کہ ایں زور ز ازل آمد است عادت ما

<p>جنون عشق کجا کشت شراب کجا طبعیدن تو کجا رفت و اضطراب کجا شب فراق کجا و خیال خواب کجا کہ دل کجا شد و طاقت کجا و تاب کجا فروغ شمع کجا خانہ حسرت کجا</p>	<p>۱۲ حریف بادہ کجا عاشق خراب کجا رسید بار و من افتادہ ناتواں ایدل شب از فراق تو خوابم برد خیال کجا بدور عشق تو اے دل سب را غمیدم خوشست نکلد ہم در گرفتہ آتش آہ</p>
--	--

<p>بجوسے گئی عشق از دم فرسودہ دلان</p>	<p>سبوتے بادہ کجا شیشہ گلاب کجا</p>
<p>طبع مدارز حاسد فراغ دل فیضی سفال تیرہ کجا حجام آفتاب کجا</p>	
<p>کس نیندازد پیش مرغ بسمل دانہ را بر کشم آہے دانش و کشم کاشانہ را منکہ از یک سنگ دائم کعبہ و تختانہ را</p>	<p>۱۳ خال نہاکشہ آں ز کس ستانہ را گر شے غماہد ولم روشن چید ایغ آردہ از جو بویت چہا اوجم سوئے جہلاب بو</p>
<p>ساقیا سرستی فیضی ز جام دیگر است ناز کمتر کن کہ از منے شستہ ام بیازا</p>	
<p>۱۴ چشم زخمے رسیدہ است ہوا کس یای رنگ ید است او را مے خوبی چکبہ است او را</p>	<p>زخم بالائے دیدہ است او را بیچکد خون ز تیغ مرگا نش فیست آں قطرہ قطرہ خون خوش</p>
<p>حالی فیضی یہ ہیں کہ ابرو دیت تیغ و رول حلیدہ است او را</p>	
<p>عاشق نبود آنکہ برو نام متا میدا بدست مثرہ پر نام متا آغاز وصال تو در کجا نام متا</p>	<p>۱۵ در باوید عشق مزین کام متا کوا آنکہ بہر چشم نفس غمزہ شوخس من مضطرب از شوقی ہم نام متا</p>
<p>پہرے آں رہم و عشقم کہ چو فیضی - کام ہول خود یافت بہر کام متا -</p>	
<p>۱۶ سہیل طلعت آں ماہ برد باران را قیامتے بود آں روز حنا کساران را ز امیکہ خاک فرو بردہ تا جداران را بہوش مے کہ صفادہ در صفاستن اریان را</p>	<p>نماند گر شب و وصل بقیہ اریان را سوار چہا یک من خوش چون برا بگنجد سزو کہ بردہ از بہ زمیں گل ز گس شراب صفا بتان در پیالہ سے برزند</p>
<p>بجوز دالوسال کرنی نفس فیضی</p>	

<p>که سوز عشق ندادند حرف نام کاران را</p>	
<p>ز چه بجا که درت سجده سر فرازان را</p>	<p>سز نیاز براه تو سبب نیازان را</p>
<p>چه چاده ایست ندانم بجز ز گفتارش</p>	<p>۱۷ که باز بسته زبان سخن طرازان را</p>
<p>تو نگران محبت ز گنج بسینار آید</p>	<p>بکیما نظر نیست جانگدازان را</p>
<p>صبر کلک تو فیضی بزم گاه و سبوح نوا بلند کند ارغنون نوازان را</p>	
<p>ساقی و جام می و گوشه دیر است اینجا</p>	<p>۱۸ لدا محمد که احوال بخیر است اینجا</p>
<p>نکته عشق می رسید که بر ششم قبلیت</p>	<p>سخن از یار نگوشید که غیر است اینجا</p>
<p>فیضی افسانه عیبی نفسانم هست چه سر قصه موسی و عوثر است اینجا</p>	
<p>این پرستیست که بے باوه و جام است اینجا</p>	<p>۱۹ باوه که جام بوشند حرام است اینجا</p>
<p>ایکه از باوه عشق خبر می پرسسی</p>	<p>پایه بردار که کونین دو گام است اینجا</p>
<p>نام و ناموس ز ما خاک کشینان طلب</p>	<p>این مقامیت که ناموس نام است اینجا</p>
<p>چون شدی متکلف می که فیضی همدار کز دم هر مقال فیض مدام است اینجا</p>	
<p>الذالقه پد فرینده تقاسم اینجا</p>	<p>۲۰ بهر رخاں اولی احوال دست اینجا</p>
<p>نیت را نمون با خبر از دور فلک است</p>	<p>چشم بکشاکش حاجت کلمات اینجا</p>
<p>شب وصل است کایم از ارنی لب بند</p>	<p>گردش سبوح بهیگوش جاتا اینجا</p>
<p>قاصد با تو چگوئیم ز حال دل خویش</p>	<p>یار با ما است چه حاجت پیتا اینجا</p>
<p>ایکه چشم چه جویان طلبی در ظلمات</p>	<p>کار صد خضر و یک جرد تمام است اینجا</p>
<p>فیضی از اثره بهر حسرات مرو کز کفن کاروه عالم تنبلاست اینجا</p>	
<p>حسنة تمام داده ام آن ماه پاره را ۲۱ مذکره ام بزور تو جبه سناره را</p>	

<p>بجھتے شدو نہفت چشم کنارہ را در روزگار اوستم نیم کارہ را</p>	<p>آل قفۃ کہ چشم نمیش داشت در کنار آہ اینچہفت نہاست کہ دوراں غم کرد</p>
<p>فیضی فریب خواہ عیار پیشہ است کز گوش آفتاب کشد گوشوارہ را</p>	
<p>۲۲ پیداست اہمت دل مزاج زمانہ را ایشان مقدمت گھر دانہ دانہ را</p>	<p>تا صحت است عنبر شاہ بیگانہ را لے عیش گر یہ رفت زمین ورنہ کرومے</p>
<p>فیضی گذشت کز دل بے صبر ہجر آہم بافتاب ساندے زبانہ را</p>	
<p>۲۳ سہ زلفت زیبا فگند مرا عاقلاں نپید میدہند مرا نہ زماند کسے ز سبند مرا</p>	<p>قامت کرد سربند مرا من دیوانہ دل باؤ دادم از ازل من ربوہ عشقم</p>
<p>شعر فیضی گو سپندیم این سخن کے قند پند مرا</p>	
<p>۲۴ از جنبش زلف تو پریشانی دلہا آبادی آن ملک زویرانی دلہا لے شوخ خدر کن زگر انجانی دلہا</p>	<p>لے زلف تو در سلسلہ جنبانی دلہا اقیم بتاں ناوہ ملکیت کہ باشد سخنے کبر از حد کہ در کتاب نذاریم</p>
<p>فیضی سر خود گیر کز اندازہ بروست در طرہ او بسیر و سامانی دلہا</p>	
<p>۲۵ طرہ شاگردے کہ میگویہ یعنی استاد مشکر بیگانہ ویراں کشور آباد طرہ او پاسے در زنجبیر دادہ باور</p>	<p>غمزہ آموزد بحیثیت شیوہ بیداور باہم عشق صبر از من چہ نیجوی کہ کرد بوئے زلف او بسوئے من سے آید مگر</p>
<p>فیضی عینتاب دیگر از سر کوش برو مازک ست انجیا سبر جائے دگر زیور</p>	

<p>تا چه گفتند حریفان بد آموز ترا ۲۶ که برین داشته جو ستم اندوز ترا دل بد بخت مرا طالع فیروز ترا</p>	<p>نیست امروزه نظر بر من بدروز ترا بر سرم تیغ زنی گر تو نتخوا هم گری برواے محتشم دهر که از زانی باد</p>
<p>فیضی امروز ادائے توبوں امور است دی بایں حال نبود ی چه شد امروز ترا</p>	
<p>چشم من از گریه سرخ دست پنداری ۲۷ من ز خود بگذشت ام آل بگر بگری چشم مستش مے برد از راه بشیاری از عویزان جہاں تا کے رسد خواری ما</p>	<p>مختب بگذر من تا چند آزاری ما بر من دیوانہ مردم تہمت سستی نہی بخود پیائے کہ من دارم ز جام و بادہ است تا بکے از زاهدان شہر سبیم سز نش</p>
<p>دستم فیضی سرے با عالم آزادی عشق پیدا کرد سبب گرفتاری ما</p>	
<p>کہ بر شکت چنین رنگ آفتاب مرا ۲۸ کنوں فروزه با رام غلط را ب مرا گے سوال اگر کم دھد جواب مرا کہ تلخ کرہ شب و روز خورد خواب مرا</p>	<p>بیکدور و زمره روزه پرو تاب مرا قدش بیلوه ازین پیش داشت مضطرب ز ضعف روزد بود پیروئی استغنا سپر کاش مر روزه را بر اندازد</p>
<p>زیادہ دست کشیدم رو ابو فیضی کہ بش کنند دل توبہ ار کتاب مرا</p>	
<p>تا بکیر و قرار مذہبها ۲۹ چه تفاوت جہش رقابہا چه خبر از جنر و ش یار بہا خواب برگرد دیدہ ام شبہا در ز آتش زخم بکو کہ بہا</p>	<p>من در ندی کسیر مشربہا جہاں فدا کردہ ہائے جانان را آل گرا نتخاب را بجنودت نا بنجیالش خوششم کہ نگذارو اسے فلک سوئے اوم ہم بہا</p>
<p>فیضی در گفتگوئے عشق نموش</p>	

سوخت این آتش ز باں لہسا	
آوارہ کرد عشق بگیب رگی مرا از صبر تیغ چاره من میکند طیب من در تب فراق بالین ناپا دکف کند بغزه و بردوش تیغ ناز	۳۰ در عاشقی خوشست با وارگی مرا بچاره ام چه چاره ز بچارگی مرا مرگ از کنار آمدہ نظر رگی مرا چشمتم فریب دادہ بعبت رگی مرا
فیضی ز نعل تو سن او نمیکشد گر بارگی سپنج شود بارگی مرا	
اے گرم فوس داشته بازار بوس را آن سلسلہ بر پا کہ پہلے حاصل لیلیت	۳۱ بکشے لب من کہ اثر است نفس را دانہ کہ بزنجبیر چہ راست جوس را
از خواب سخن فوق دگر یافته فیضی آن پاشنی فیض نباشد ہمہ کس را	
وہ کہ ماوائے باشد جائے ما ذره مقدس ایم اما پڑ بود عشق مارا کرد چون سلطان فقیر	۳۲ وای بر ماوائے بر ماوائے ما نہ صدف از گوہر کیتائے ما خامشی بہ کوسل تنگائے ما
رستم از کویت مگر پرسی چہ شد فیضی ویوانہ شیداے ما	
لے کردہ بخویند دل از غم ز کیسینا کہ آہ کشد از دل کہ گری کند زار در راہ تمنائے تو من ماندم آبتے	۳۳ درد ظہر بصید لطف را داختم چسینا از سوختہ عشق عجب نیت چسینا در عشق تو ثابت قدمان ملکہ چسینا
فیضی ز غم و شادی ایام چہ پیروز گر عاشق صادق نفسی بگذرے چسینا	
ز بے تعبہ زہرہ برودہ رہنمایاں را غریب نیت اگر من غریب شہر خودم	۳۴ گرہ بکار ز زلفنت گرہ کشایاں را کہ کردہ عشق تو سیکانہ آشنایاں را

که باز میں زرد پا برهنه پایاں را	بشوق کعبه چنان میروند قدس کوشاں
که خمیر باد بکف نیست ناخدا یان را	بده بدست تو کفن ز نام کشتی دل

طریق زهد فیضی مجو که مرث عشق
نموده راه حسد ابات پارسایان را

دبدم نالبا و زاریا	منم و عشق تو سبب قرار ییا
کز تو دارم امید ییا	تا نسیم کن نسیم نگ
باشد آهینا میان یاریها	سعد بلا میرسد به دل زلفت
نیست در عشق پرده دار یها	اشک ما شے فتنه ز پرده برولا
شرط یاریست برو بار یها	یاری عشق تو سه بریم بجنک

فیضی از گز پیره پاک کن
ده از دست سنا کسایها

بیک نظاره کرد از راه مارا	بسته شد نو بر نو نگاه مارا
نمیداد و دل آگاه مارا	کسے کاین سخن پیا کرد آه مارا
بغیر از نقش سنا حلخام مارا	نخه قید بر دل از پرده دل
گر رسد شب آن ماه مارا	چو اختر چشم با ازت با صبح
را کن حسیته نشا مارا	نیست گز پند ما چو سینه

کمال است چو فیضی نسبت نیست
فیض بزم کعبه شاه مارا

بدو عالم ندی یکم تنهایی را	گر بیانی قدر لذت کینتالی را
کز سر کرده قدم با دین چغانی را	بست هر ذره از ریگ روان مجنون
شکستند که گو شده رعنائی را	گر بچشم ز نظر بازم و گ با شراهات
منبع نظاره کن چشم نامنائی را	اے نصیحت گر سب باد چه دایمی را

فیضی شکست این عشق که در دل امر را

<p>گر وہ دادہ ز تو ہر سنگ گم از رطوبتی را</p>	
<p>یارب بنار پرورنازک بنیال مار سر خمیرہ دل مالشگاف و غم برون کن اسے عافیت کجانی زین خانہ سرگن</p>	<p>خورشید عافیت کن ابرو سلال مار گذارتیہ ز میاں آبی لال مار صاف نشاہ گرواں دگر و ملال مار</p>
<p>در حلقہ ملائک ذکر سیت نمازہ گوئی فیضی کمال صحبت خواہ کمال مار</p>	
<p>ساقی کشد برقص دل خون نشترہ را لندہ کاش ہمدے کہ رسانید نارت چہاں بگدزی ز زرت من درود پدہ کش</p>	<p>گر بر بیم نہ دستد جیم خوردہ را گوید بین حقیقت حسرت تزدہ را خاکبہ ہستان صحبت سپردہ را</p>
<p>فیضی تو عیسی کہ زندہ بیع عمروات یکسہ ہر چشم لب چو تو سہ نیم خوردہ را</p>	
<p>جاں شکاست کہ بہ لہانگ قنارت اورا ککش عیب اگر مال نو زین آفتا بیگداہ لظہ مرتانگے سے کمنش جانے رحمت بران خمزہ بیل دیں</p>	<p>ہر مرہ چیز ترانہ چکل بازست اورا کین ہرستہ لغز مودہ نازت اورا جنین غمزہ عجب دیدہ گزارست اورا کہ بہ ناز تو صد غم غن شایست اورا</p>
<p>فیضی از شبہ دل روزی او آ کہ باکی کہ جمہ قاع شنبہ بازست اورا</p>	
<p>بزم چوں داوی این شدہ پر نور مشب این شبستان بظلمت کہ گروست بہ بزرگاست کہ عینے نفساں مے بخش بروئے محبت و از مجلس رنداں کا بخیا نیم ستان طلب از سر بہستی نیست اعتدال سزایست کہ اگر وئے وہ</p>	<p>شمع را خندہ بود بر شجر طور مشب دو زین شمع پلے و سمرہ ز جور مشب شرت صحت جاوید بر بخور مشب سرخاں شکنہ کار غفور مشب ساقی آں بر کہ ہادہ بہ شعور مشب عاشق مست از لہوہ بستور مشب</p>

فیضی از لایح طرب خایه اش آبادان باد آنچه ویرانه ما ساخت مهور اشب	
---	--

۴۱ یاران و سید برین افزون آتش اشب کز خون دیده کردم بستر منقش اشب دارد سر شبنجول حبه تگرگش اشب کام بقصد غارت غم زانها برش اشب	دارم از آتش تپ حال مشوش اشب همخوانه اجل را خفا هم کشید دوبر اے طالع غمزه بیدار شو کز برین باید در دستگردن شکیبای این لاپیت
--	---

شمرنده ایم فیضی زین بخودی ناگه
دیوانگی مارا دید آل پر سی و شش اشب

۴۲ دیر مرزوات جہاں جہاں خواب مستانه کند بگستان خواب کاموخت ز بخت عاشقان خواب چون سگ ز کند باستان خواب کس دیده چشم باسیاں خواب بیداری دل شمارم آن خواب کردند همه یگان یگان خواب	اے زگس مست تو کراں خواب من کشته ز گت که بویست چشم تو ازین شے شود باز پوشم بدت دو چشم و چشم برشم ز نیم دیده شبها خواب که در تو لایح مناسی مجلس بسیر آمد و مرعیساں
---	--

بیدار نشین لبش فیضی
کاشخ بر دست ناگه ماں خواب

۴۳ سپهر در گرم آفتاب در شرف است بعیش کوش که ماوراء طایفه کافه است درین بساط کس را که جام می بکشد است کز سخن خفاش و طیار چو چوون است که کاروان چغان در کسین گرفت است	بیدار سکه کغم روزگار بر طرف است پایه گیر که نامید حسن پرده سر است ز قهر تیغ بچو شمشید که تواند زد لشخنه گو که آزار ما ببارد و دست داسے غنچه صعد است مود بجانگ بدن
--	---

نوش آنکس که جو فیضی بد و در لایح است

<p>زباہہ در کف او حیا ام آفتاب نیست</p>	
<p>دور گوش سلطان محبت خبر نیست با سوخته سیارہ بحب تم نظر نیست مہشدار کہ در مجلس ما آواز ترے نیست</p>	<p>دیرست کہ در ملک دم شور و شترے نیست لیسے دیدہ کجائی کہ دل فہم دور ہے را زان تازہ خبرا کہ حسہ ریفان تو کفنا</p>
<p>فیضی چو شوی ایمنہ دلخون ز جفا پیش و ندان محب گزند کہ ترا ہم جگرے نیست</p>	
<p>صدائے عشقہ ز آواز اغنوں کم نیست کہ جوش مستیم از شہ جنوں کم نیست کہ بوئے سے بدنام غم ز بوئے خون کم نیست اگر تدم نبی از صدر جنوں کم نیست بزعم عشرت ما جام لاله گول کم نیست</p>	<p>برائے کوہ کن از کاخ بستوں کم نیست اگر بزعم برائیم ملا تم مکیند کہ دم ساقی بدست گرم خونیز نیست ز شام راہ محبت نشان چو میر سی بخار باہہ وصل است در سرم در پی</p>
<p>صغیر کلمہ تو فیضی زبان مرغان است فسانہ لائے خیال تو از نفس کم نیست</p>	
<p>بجھ بخت سب سے فرنگی نیست کہ شاہ ساز نگاہت بہ تیز چنگی نیست کہ لالہ سائے قرح با شگفتہ فرنگی نیست کہ روزگار باں تیرگی و سنگی نیست</p>	<p>پہ شد و سکہ کہ چو سونے تو دوئے زنگی نیست بہت شکر کلمہ و موکب کہ ششہ مناز تو تو ساقی بہ خوشہ یعنی زوم شد بصد ہزار با بستہ دواوے دارم</p>
<p>بالاک عشوہ خوبان عشق شد فیضی خراب چہرہ روی و موئے زنگی نیست</p>	
<p>شام و دل غم نیست کہ سبج قیامت است آنکوں بر آستان کہ عزم آقامت است تہنمان زلف و خنل و ناز و قدر قیامت است معلوم شد کہ ہر معالی لاکامت است</p>	<p>امشب و دایع یار مر کم غلامت عرسے اگر یہ در سفر عشق بوہ ایم در شمس نطق گوش کہ اسباب سبب ماوراز میسکہ ارشاد سبب</p>

<p>فیضی براو دوست اگر سر نہاؤ از جامرو کہ شرط طلب استقامت است</p>	<p>۴۹ کہ از دور دل ہر کس ہوسے افتاد است بلبلیش مزہ بجیج قفسے افتاد است کہ مرا کار بایں قوم بس افتاد است کہ جدا رفت دم نمینے افتاد است</p>	<p>دور دل من ہوس وصل کسے افتاد است دل من در کف طفلیست کہ از بجزیری روش را و بتاں از من سودا ز پُرس حال مرغان گرفتار کسے میدانند</p>
<p>چشم فیضی اگر رفت بخت عیب کن تو ہماں گیر کہ در باغ خصلے افتاد است</p>	<p>۵۰ مے حسنت چو بخش افتاد است کار من در کشاکش افتاد است باز در حسنا ز تاش افتاد است</p>	<p>مست عشقت چو سر خوش افتاد است کہ کشم آہ و گدگشم نالہ ولم از داغ تازہ مے سوزد</p>
<p>گنہ مرہ پریشاں نیت بخت فیضی شوش افتاد است</p>	<p>۵۱ روزم از شب سیاہ کار تراست جگر او سینہ ہم فگار تراست دیدہ از دل بچوں نگار تراست عشقم از کواہ بر سر تراست</p>	<p>صبرم از چرخ بیدار تراست ایک مہم نہی لبیندیش لے نہاں در نگار خانہ دل گر چہ از کواہ بعیت رار ترم</p>
<p>فیضی از آسمان سنال کہ او از تو آشفته روزگار تراست</p>	<p>۵۲ از نفسہائے آتشیں گیم ہست ز آفتابان مر جبین گرم ہست چنگ را نالہ جویں گرم ہست پاہر سوناہسم زیں گرم ہست</p>	<p>مجلس باکہ چھینیں گرم ہست گو بہر و شمع تیرہ کہ بزم تا ہم آواز شد لبخستگان عاشقان لبکہ پائے کویا نند</p>

<p>دل من سوخت فیضی از سوخت که ز معنی دل نشین گرم است</p>	
<p>۵۲ در جہاں شوخ پر عتابے هست مشمارید مردہ محبتوں را مشب حیراں برگ شتاقم من نگویم کہ تیغ جور کش تا کہ خوابہ گذشت در نظرم</p>	<p>اسماں کینہ آفتا بے هست تا چون خانماں خسرا بے هست ہیچت اے دیدہ چشم خوابے هست کہ بخت ترا جوا بے هست کہ بچشم من اضطرابے هست</p>
<p>فیضی آخر برگ خوابہ مرد غمخوارا گو اگر شتابے هست</p>	
<p>۵۳ سب گراں گل مجلس باشک و منت بود یار نرم دل چون خنسل موم داشت گرچہ صد نگہ در اشتی</p>	<p>ہمت از عرض تنس تا تنگ داشت ایکہ با آہن ولے ہم شگ داشت ہر نگہ با اشتی صد جنگ داشت</p>
<p>نظم فیضی را چہ سے بسینی کو عشق صد پس گہا سے رنگارنگ است</p>	
<p>۵۵ زہر سپید بہاؤن بدایغ من غلط است ز فتنہ ام کہ ز راہ عدم بگردم باز شگوندہ در جگر الماس پارہ می شکند پختیں کہ سوختہ ام سر ہدایکے بچوں دست فریب بودا من بی آلودم</p>	<p>ہفتقن کہ شب چراغ من غلط است بختہ گاہ قیامتیں غم من غلط است دریں بہار تاشائے بلبل من غلط است فیہم غلط زون ہر دماغ من غلط است نظر ہر بہرین دلش دماغ من غلط است</p>
<p>چو فیضی ہم کہ بگوینا بیہ جگر سست نگاہ وادہ کشاں را ایدغ من غلط است</p>	
<p>۵۶ پختہ ز خواب و کوش ز افسانہ پرتدا چشم کہ ششاس ندادنی چو گو میست</p>	<p>ساقی مرا گذار کہ بسماں پرتدا کیس ز سندنہ جگہ بکد از پرتدا</p>

فردا زمین شش روز دیوانه پُر شدت خانوس دیده که ز پروانه پُر شدت	اینست اگر کشم کرم پری پشال رشیح من از بجوم اسپران مبارنگ
---	---

فیضی سر نیاز نیار و بس مسرود یعنی ز خود تپی و ز جانان پُر شدت	
--	--

دور گل گر نبود دورش هفت شاه بس است ورنه این لالو گل در نظر م خارد خس است که با پوشش شهنشاه مرادست بر است که عی مساعو او آتش موسی بس است هر کجا ملک اوفت بظفر پیش بس است	۵۴ روز عیدست و مرا باوه لکلو بس است بزم رنگین شهنشاه مرا باید و بس سه فرازان جمال است و اسع بوشد شاه صیغه لغت کبر شاه هر کجا مجلس او عیش و طرب صفت بصفت است
---	--

تقد و نادول فیضی مدو از دست که اس لطفل اتسبال ترا طوطی ز نگین نفس است	
--	--

گوینا از دل این غمزه باره برداشت هر که شکست ز سر راه گذار سه برداشت تواند ز تو مستشوق خبار برداشت شهبازی پر شده از راه تکار برداشت نسبه حسن زانچون تو نکار برداشت و سه خوش آن دیده و کار راه نوا برداشت	۵۵ دوش خشت از سر خم باوه گذر برداشت کعبه میرا کن لسه عشق که شمن رده است یا چه گو به غم زده که وارو دل من مکن همیشه دلم را چه دست آهوی باغ دل سیب بر اموز طرا بر سار سه خوش آن سه که ز کوه تو غبار چید
--	---

چند پرسید که با این همه حسرت فیضی رخت برداشت با این مصلد آره برداشت	
--	--

زال شوخ پرسید که یک عشوه بچندت گر پائے بزنجیر و کسر بچندت بس ناخن اسید که در دل ز تیر شدت	۵۶ دل گرم خریدار شی آن عشوه پسندت آزاد تر از عاشق سبیل نتوان یافت تا داین مقصود بچیناب که در آید
---	---

فیضی چه غم از شعر تو حاسد ز پسندت	
-----------------------------------	--

المسند لکھنؤی حضرت شاہ فیض

<p>یا بلوائے کہ بتلائے تو نیست کہ بلانیزبے بلائے تو نیست کہ کمر بستہ در قضائے تو نیست کہ سپند کر شدہ ذائے تو نیست نالہ فریاد زو کہ جاسکے تو نیست</p>	<p>فقد نیست کا نشانے تو نیست چہ پلا عشقہ ساز دست نگر می فست سر کن کہ نیست آشوبے آتش افتادہ کے سببم دو شرفستادہ در دلم سے زو</p>
--	---

فیضی از عشق نامہ سید مشتاق
بیخ غم نیست کز برائے تو نیست

<p>کہ خون گرفتہ ام و بار قاتل افتاد است کہ دام بادہ کہ آتش محفل افتاد است کہ پیل شکستہ و خنجر میل افتاد است کہ زخم سم تیغ شہادت میل افتاد است کہ دور سیم چشم منزل افتاد است من تیشیں گل او پتیل افتاد است</p>	<p>مرا بادہ محبت و در مثل افتاد است ز بادہ نوشی بدست من پیرس شب بجنا کہ تربت من استخوان چرمی عرق بگرہ نم ز تو قویہ دوستی این پس مسافران طریقت زمن جہا مشوید سیاہ من و آل شوخ تا چہ بجا بند</p>
---	--

شکار محبت فیضی بسوئے صید گیت
کہ حد سزار ہما نیم بسمل افتاد است

<p>نظر کنسید کہ در باب اصل افتاد است مرا کہ گوشت شہر تاب در گل افتاد است کہ سین بت من آہنیں گل افتاد است کہ ناکہ ماندہ و در دشت تحمل افتاد است نشہ ہماست کہ منزل منزل افتاد است</p>	<p>ہوا سے عشق مر تازہ در دل افتاد است گمال ہمبر کہ بد ریوزہ دست بخت ایم نہا سے را چہ کھم چوں زیم مسلمانان زمن بقاضہ سلالہ راہ عشق مجوسہ میریں رہ کہ ہر مانے بحر مان جسم</p>
---	---

پوش چہرہ فیضی کہ پاک بیناں را
نظر آئینہ اول مقابل افتاد است

<p>ساقی بیا که صحبت یاران غنیمت است کلبا ناک و کشتائے هزاران غنیمت است رقص چمن ز باد بهاران غنیمت است کشت چمن بلالہ عذاران غنیمت است</p>	<p>بزم نشا ط بادہ گساران غنیمت است فریاد عاشقان مکتبہ دہ زول گره در جلوه اندازہ منالان بوستان اے سمنشیں بیا کہ چمن پر زلالہ شد</p>
<p>فیضی درون کلبہ تار یک گر چید بر سبز ما تراوش باران غنیمت است</p>	
<p>چشمش از کشتکش غمره سیراب شد دل منجو است لے خودم نام تاب شد در زندیش کہنت اینہمہ خوب تاب شد چہ کند طاقت فریاد چکر تاب شد دل من سوخت و لے گرمی جاب شد</p>	<p>شب گز و خانہ ما حاجت بہتاب شد دیدہ مست لظہ شوق ہم آغوش شد اے دل سوختہ بسیار طپیدی اشب بست ہسای من بار اقامت آسہ دوش ہر بادہ کہ بریاد حریفان محرم</p>
<p>دل فیضی کہ تو باناک برابر کردی جام حبشید بدیں گوز سے ناب شد</p>	
<p>کہ ہزاراں نامہ بنو لیم ہمان مضمون یکے گر چہ مرغ وشت میدانم کہ با محزون یکے گاہ گاہ ہے ہم بیاد اور کہ در سوں یکے گر چہ مارا بے تو خوانا ہے گلہاں یکے</p>	<p>و فراقت چشم گر ایم بنجاک و خوں یکے است کم بر سر بستہ طواری جزو ہم پیش یار لے درون بزم با شیریں لبان مایہ بخش جام امید ز صہبائے طرب لبر ز کرد</p>
<p>از خیالت سیتیم فارغ نخواہم بودیم با نعمت ہر لیت فیضی را دل محزون یکے</p>	
<p>کھے کردہ وادی کہ اثرا درو کم است وشتے کہ کو بہا و کرد با درو کم است عشقے کہ نامہ لا و خیرا درو کم است راہ ہم بخانہ ایست کہ دلا درو کم است</p>	<p>سہ کردہ ہم رہے کہ خطر با درو کم است اے غصہ سیتے کہ مرا کھلی کرد نیست قاصد برو برو کہ بس روئے کرد باز در بر زخم بندہ کہ در عالم خسیال</p>

<p>شکر بکھیر دل فیضی از چشم کم این قطره را بر بس که گهر را در دم است</p>	<p>۴۶ دامخه افتاد درین بیادیه مشکل بر خاست دست در گردن معشوق جمایل بر خاست خون مابود که از گردن قاتل بر خاست چه غبار است نلامم که ز منزل بر خاست</p>	<p>آنکه نبشت بر است ز سر دل بر خاست لے خوش آن صبح که عاشق ز شکر خواب زینہ عفو کہ بر دوش عنایت بستند خسرو عشق مگر حسنه بر انداز رسید</p>
<p>دوش ندانہ شیتند ز فیضی غسری کہ به صد لغزہ مستانہ ز محفل بر خاست</p>		
<p>۴۸ حسن یوسف چه شد و لغزہ داؤد کجاست بزم جمشید کجا جام سے آلود کجاست گرد آن حجره گرویم ولے عود کجاست طالع سعد کجا کو کب مسعود کجاست آب فرعون چه شد آتش نرود کجاست سجدہ کار و زندانست کہ مسجود کجاست</p>	<p>۴۹ این جہاں جملہ نبود دست در و بود کجاست در و نوشال ہمہ رفتند ازین دیر فنا بوئے مقصود نے آید ازین بوم دین لے مخم چه بھر یافتہ از افلاک خاک ہستی سمہ بر باد و فرافت بہین واسے زاہد کہ بھراب عبادت عمرے</p>	<p>۴۹ بر سینہ ام ز بار غمت کو سہارا است احوال عاشقان بلاکش زمین پیرس لذتیشہ از دبال ابد کن کہ عاقبت چنان من اگر شکستی جائے شکوہ نیست</p>
<p>فیضی این ہرزہ درانی چه کنی در جہت حق محل باد یہ کعبہ مقصود کجاست</p>		
<p>۴۹ وز خون دل بہر طریش لالہ زار است کیس تو مہ را بقصد جنوں اعتبار است در چشم کشنگان ز با تو کار است خوے ترا بعہد تو دائم تر است</p>	<p>۴۹ فیضی تو از کجائی و گلگونش از کجا آہستہ برو کہ در کف پائے تو خار ہاست</p>	<p>۴۹ طراوتے کہ تو دلداری ز آب ویدہ ہاست</p>

<p>کہ ایں ز سوختہ تہائے بلا کشیدہ ماست کہ ایں غریب اسیر فراق دیدہ ماست بہ تنگ آمدہ از حرف ناشنیدہ ماست کہ ایں ز بزمِ محبت سے چکلیدہ ماست کہ اڈ بھنگال یا برگرزیدہ ماست</p>	<p>پداغ عشق بلا ہا کشم منی گوی ترجے بدل بستلائے ماسکن فغان ز خونے ستم پیشہ کہ در مجلس سخن دل کہ داوم چکد ز دیدہ خوشم گریدہ ایم زیا لان غم نہانی را</p>
<p>بشوق تازہ گلے گفتے ایں غزل فیضی بیاد وار کہ از نکتہ ہائے چیدہ ماست</p>	
<p>کہ دام سینہ کہ خاریدہ تمت نیست کہ دام دل کہ ز عشق تو ناشکیبا نیست کہ دام باویہ کہ روے کہ خار در پانیست کہ دام گوشہ کہ ہنگامہ تماشا نیست کہ دام قطرہ کہ چون بنگر تد در پانیست کہ دام ترس کہ آنجا دہند و اینجا نیست</p>	<p>کہ دام سر کہ درو خار خار سو دانیست کہ دام دیدہ کہ از دینت فریب نخورد کہ دام کوہ لوزدے کہ سر بستنگ نزد کہ دام عرصہ کہ نظارہ گاہ غم نشد کہ دام ذرہ کہ دیدیم و آفتاب نشد کہ دام و غلہ کہ بر روز حشر موقوف ست</p>
<p>کہ دام سوختہ فیضی کہ نور عشق نیافت کہ دام خم کہ دریں بزم پُر ز صہبانیست</p>	
<p>نوید ستم کہ در فیض بستہ نیست غیر از سبوح مجلس با کس تشہ نیست زال فارغم کہ کوکب بختمِ حجتہ نیست آزادہ دو کون ز قید تورستہ نیست</p>	<p>گر باوہ در کعبہ من ساغر شکستہ نیست بہا ستم ز بزم تشینال پئے سماع اختر شناس رو کہ من تیرہ روز گار یارب چہ ظالمی تو ندانم کہ در میاں</p>
<p>فیضی ز دست سنگلاہ اہل بزم را خم گوش کستہ باش اگر دل شکستہ نیست</p>	
<p>در طہ دریائے آتش جلوہ گاہ آب نیست از خیال او چنان پر شد کہ با آہ آب نیست</p>	<p>عاشق سرگرمی من از شراب ناپ نیست بخت بیادم بہ میں کار امگاہ چشم من</p>

<p>تیرہ شامان محبت راستہ تنہا نیست سجدہ کا و عارفان حاجت محراب نیست در خیر بخش نشیناں سیر تجا نیست</p>	<p>عشق مغز و شہ سے فلک چنیں کہ شہا سے فرا روشنے با ویار اور دن دلیل کا فر نیست ما کجا و ذوق عشرتخاڈ سلطان کجا</p>
<p>فیضی آب دیدہ خوں امیر سر زہی ہنوز ابن سیر خندا سے ہزاراں توبہ ختاب نیست</p>	
<p>روزہ داران بلا را شام نیست نقل عاشق پستہ یاد ام نیست کہ را اورا فرصت جسم علم نیست مناظر را حاجت پیغام نیست</p>	<p>عید بدروزان میں ایام نیست میخیزم پر کالہ پر کالہ جگر کعبہ رو تقسیم آدابم کمن تا سبکے کوئی کہ تو سبکے آہن</p>
<p>نشہ فیضی بود از بزم عشق جرعہ جاشن فیض عالم نیست</p>	
<p>ہر ذرہ کہ سے ٹکری بے سماع نیست در چار سو سے عشق آریں سماع نیست آمد و شویب بغیر از صداع نیست عشق از قدیم آندہ است سماع نیست بر حکمت و رضا و قدر طماع نیست</p>	<p>یکدل ز آفتاب ازل بے شعاع نیست در سینہ تنگ تنگ غم ول بہنا وہ ایم من در و شہ شتم و پویش پیش من بر گر یہ ماٹے نایا من کے تنگدل منت راز فلک مجوز خبہ کہ عقل او</p>
<p>فیضی خراب نشاء دور دام است ساقی بیا کہ فیض مرا انقطاع نیست</p>	
<p>کہ نا امید می عاشق کم از تقاضا نیست کہ تنگ حوصلہ را انتظار فردا نیست بجویم غمزن چنان شد کہ تار را جان نیست بکار خویش کسچوں تو دیر پروا نیست کہ تا گاہ دگر کردہ ایم او مان نیست</p>	<p>خوشتم کہ در دل من ذرہ تمنا نیست دگر بوحہ روز قیاستم مغرب توئی کہ گرد سار کردہ ماٹے شرکات ولم گرفتہ فراموش کردہ چسکم چہ سود سونے تو دین بدل نگہ کردن</p>

<p>تراچہ نہرہ دین بسوئے اوسیفی کہ تاب جلوہ دیدار کار موسے نیست</p>	
<p>نوسید می تو غرض تشنای دیگرست خداے حشر طالب نسوہ دیگرست</p>	<p>ایدل صبور باش کہ در بار گاہ دوست آه از دروغ و عسده من کرینے فریب</p>
<p>فیضی بجز عشق تو کس بے نیرود سیرت نکشے تو معسما دیگرست</p>	
<p>سر گر میم ز آتش سوئے دیگرست سوز و دم ز انجمن آرائے دیگرست مخوہ عشق تشنای دیانے دیگرست داغ و دم ز لاله صحرائے دیگرست</p>	<p>ساقی برو کہستی ام از جائے دیگرست پروانه دار عاشق بر شمع سیرت اسے خضر سوئے آید جیام چہ سے بری بوسے گل ہیبت ندارد دماغ من</p>
<p>دروغ سوختہ را بلاکش دیگرست کہ بہر سوختن ہمہ آتش دیگرست کہ مستی دلم از جام بغش دیگرست</p>	<p>فروغ شمع محبت ز آتش دیگرست درخت دادی امین نسوزد آتش طور سر م لیبوہ ساقی فروغے آید</p>
<p>مکن مامت فیضی اگر شمع نکشید کہ او ز بادہ توجیب سرخوش دیگرست</p>	
<p>دل من در میان افتاد است بادہ نوردن بہ ساز افتاد است رسمہا در زمانہ افتاد است</p>	<p>بحر غم سیکرہ افتاد است غرض از ہر دو کون جہ نسبت عشق و ہنس میں جوس کتے چکنہ</p>
<p>گرچہ فیضی براہ زہد است غزلش عاشقانہ افتاد است</p>	
<p>از مقالے حرف بیگویم کہ دم نامحرم است کز پے دیدار نوبان دیدہ ہم نامحرم است خلوئے دارم بیاد او کہ غم نامحرم است</p>	<p>من براہتہ سیروم کا بجا نامحرم است خوش دلم گر دیدہ من شد سفید از لاله لے میر عشق لعل یعنی بر من مزن</p>

من اگر مکتوب نویسیم عیب یا مکن هر که نبود پاک و امن در حرم نامحرم است	
فیضی از بزم نشاط و احوال غافلانه هر کجا ما جلوس میگیریم حجم نامحرم است	
۸۲ طوفان اشک ماست که عالم گرفته است زینساں که پشت طاقت ما حجم گرفته است پیمانۀ طرب ز کف غم گرفته است خود را به بزم وصل تو غم گرفته است	روئے زمین ز گردید نامم گرفته است مشکل که نیم کام کشد یار آرزو لے من حریف آنجی بطبع زمانه ساز محروم باد از تو کس که ز بار غم من
فیضی بزم شاه حریت کامیاب کو جام آرزو ز کف جم گرفته است	
شب خویش را بروز برابر گرفته است از بادِ صبح زندگی از سر گرفته است خوش وقت آن حریف که سا گرفته است جز ز گس از سر همه انس گرفته است	۸۳ اشتبک بیکه آتش گل در گرفته است شمع از صبا بترده و در باغ شمع گل اہل جہاں ہمہ پلے کارے گرفته اند آل خسرو یگانہ کہ در گلشن جہاں
فیضی کتاب عشق ترا جدول طلاست یا باو شاه نظر تو در زر گرفته است	
۸۴ نکلی بود که از نور تجلی سے سوخت آتشے بود که از وے دل تجلی سے سوخت ورنه ادا او سپیہ خانہ پیلے سے سوخت برق عشق خشن فاشاگ تنائے سے سوخت	دوش از شمع نہ پروانہ بد عوسے سے سوخت گر شجر ماند سلامت چه جب کاتش طو ہاست برویدہ مجنون سر یک موئے حجاب خانہ در کوسے ہوس ساختے گر نہ بنا
شب کہ فیضی سخن از سوز دل خدی گفتم دل صاحب نظر اگر می منے سے سوخت	
۸۵ مجنون بخاک گوش برسانہ من است ایں شمع ولفوز کہ در خانہ من است	ہر جا حکایتِ دل دیوانہ من است ترسم کہ رفتہ رفتہ شود برقِ خانہ سوز

<p>حسنِ ازل بدیدہ من میں کہ کس نہایت این بادہ کھن کہ ہم پیمانہ من است</p>	
<p>فیضی بچہ دیدہ من گرفتاری خوشید برین گوہر یکمانہ من است</p>	
<p>ہر کس بکار مرتبہ از حیرت ریافت روز ازل نصیبہ خود جزو ہر کسے غافل مشوزگر پستان کرے توان روز از بلا ستاب کہ آسودہ و مصل</p>	<p>۸۶ فریاد کوہ کند وقت ایم بلند ریافت عاشق ازل میانہ دل و متدیافت صد گوہر مراد ازیں آب کب شد ریافت کلمے کہ ریافت ازل مشکل سندیافت</p>
<p>فیضی اکمست بود سحر لوسہ از لبش دائم کہ ریافت لیک ندانم کہ چند ریافت</p>	
<p>عالم خراب پس قیامت نشان کیت در بزم اسل حال حدیث کہ میرود قرآن آں تغافل و اس پیشتم کہ دوش</p>	<p>۸۷ دور کہ ادم متنہ گرت زبان کیت سہ گامہ ساز غلوتیاں آستان کیت فریاد من شنیدی و گشتی نغان کیت</p>
<p>فیضی تویی بزم سخن شین نفس خاموشیت ز غمژہ جاو زبان کیت</p>	
<p>گرچہ جاں سیتو بلب نزدیک است راہ امید کہ دور است و دراز آزار جاں میدہم از دوری او گفتم شب بتو نزدیک شوم</p>	<p>۸۸ دور بودن بہ ادب نزدیک است چون ہنہی گام طلب نزدیک است نے اسل و کہ سبب نزدیک است روز عشق اشب نزدیک است</p>
<p>سوخت فیضی و طیبیاں دانند گرمی عشق بہت نزدیک است</p>	
<p>اے خونِ خلقِ رنجیدہ چندیں جاں کیت نزدیک و دور دروہ عاشق برابرت ناصح طامت من دیوانہ میکند</p>	<p>۸۹ چندین ہزار سر برست پائمال چیت اے بخیر فراق کدام وصال چیت ماوروش عشق چہ دانہ کہ حال چیت</p>

<p>فیضی ز قامت تو سخن تابند کرد دانسته ام که ترسب اعتدال چیست</p>	<p>جمیعے کہ ہاشتم انکوں نماذہ است دین سرنہ ترکہ دین سخن نماذہ است جز قصہ ز سلیبی و مجنون نماذہ است عاشق مدار کار بگردن نماذہ است</p>	<p>صبر و مدار با من منزل نماذہ است خون میخوم ز دست جفائے تو عمر است ۹۰ با من یگانہ باش کہ در گوشش روزگار گر روزگار زیر دوز بر شد مرا چه غم</p>
<p>فیضی حرفی اقلس ز دناں بود مدام ہرگز قدم ز دائرہ بیرون نماذہ است</p>	<p>شور ایچہ اشکم بخیاں من کیست دوراہ نظر گرچہ کپہر گام کیست ہر روز کہ بیے او گذرد روز پسے است</p>	<p>با زم دل پر خول غم بزم نشینے است از رہ زنی غمزہ ز نال باک ندانم ۹۱ بے دوست بجاں گذن از بزم کہ رسم</p>
<p>از نال فیضی گذرایں ہم فروع ز ہنار بیندیش کہ فریاد حسنیے است</p>	<p>خول شد ولم چکار کنم کار غیرت است سر رشتہ وفا کہ بچند کار غیرت است اے خورش خشک دلے کہ گزبانہ غیرت است آناہ خاطر کس کہ گرفتار غیرت است</p>	<p>گل کرد عشق و در کعب من خار غیرت است خود را بسوائے غیر مکش ورنہ بگسلد ۹۲ چول غیرتست ز اردو کہ حسب مراد آوردہ سببہ کہ برو یا رعاشتے است</p>
<p>فیضی ز باغ او چہ گلچین عشرت اند در گلشنش نصیب من خار غیرت است</p>	<p>کز دم ہنہار آمد یار و در را یاز بست گذرایے حسرت کہ نوال راہ بر فراد بست</p>	<p>دوش غم خست اقامت از دل ناشاد است عاشق از نیردے قوت کوہ بردارہ ز پیش ۹۳</p>
<p>ناند پیکانہائے او فیضی بچاک سینام شگدل بگرد در عیش بن افلا و بست</p>		

<p>۹۳</p> <p>کہ جائے گرم مجلس نکر و دوش برفت سخن نکر و گفت فل زمان خوش رفت کہ بر لب آمدہ جانم یک خوش رفت بسے بگوش در آمد بسے بگوش رفت</p>	<p>ہزار جان پئے آل شہی جرحہ نوش برفت کدام وعدہ بیاد آمد و چه شد کہ چنین تو خضر راہ شواستہ منفس مسیح مرا فسادہ حجم و جامش بگو کہ زین ستال</p>
<p>چہ شکرست بہند و ستال ترا فیضی کہ آبرو سے دکان شکر فروش رفت</p>	
<p>۹۵</p> <p>کاسے چشم تو از زم نگہ لبریز است از کباہم خبرے گیر کہ آتش تیز است جنبش غمزہ بدست بلا انگیز است</p>	<p>باز در نخستم خوںے تو آتش خیر است دل بچوںے تو گرفتار و توبے پروست پردہ حافیت از خود ندریدیم پس کم</p>
<p>فیضی از ہند خندم سوئے خراسان و ما تارہ گلستانہ دیوان تو دوست آویز است</p>	
<p>۹۶</p> <p>باز لوک مژہ چوں خادمہ سیاهی ریز است خس و خاشاک بکف دادم و آتش تیز است کہ ز یاد قوت سر اشکم مژہ گو سر پیز است</p>	<p>نار بر نامہ نے کلک من آتش خیر است کاغذ و کلک چہ از سوز دلم بر تابد داروئے تشنگی افزائے جگر نے سار</p>
<p>فیضی از صل دل و دیدہ سخن میرانی کہ سیاهی ز سر کلک تو خون آمیز است</p>	
<p>۹۷</p> <p>روز و شب انجا حجاب ظلمت و نور است ورنہ بہر ذرہ منتقلے لہور است دم ز تقرب من کہ شاہ غیور است بادہ باندا زہ کش کہ بزیم حنود است از دم خود غافل کہ لطف صد است خیند بروں زن کہ زین تو ضرور است تا ہر ما عاشق کہ کشمہ صد است</p>	<p>سہ ازل از فلک مجھے کہ دور است نیست کیجے کہ چشم دل بچشاد پائے بیالمانہ کہ پایہ لبند است کچھ سربتہ گو کہ مجلس انس است چند طلب سے کنی نشان قیامت ہر تو آراستہ عسالم دیگر طالب دیدار بزیم حشر سنجوہ</p>

مردہ ولی عیضی از نشاء امت هم کش
باقم خود دار این نہ مجلس سحر است

۹۸ دل نوبان شہر نالی تست
گر نہ آہن دسے براں دارد
خیز دور چشم پاک من نشین
سنگ آہن رہا مگر دل تست
از چہ آئینہ در مقابل تست
ولیا پر خون من نہ منزل تست

مشکلت حل نہ کرد کس فیضی
مشکل کائنات شکل تست

۹۹ فخال کہ چشم تو بر بارہ بلا گذشت
ز بس کہ عیبہ و انگیز شد کہ شد تو
چخال ز خونے تو بچکاگی روان گرفت
چہ ساری تو ندانم کہ درو شدان
ز بس بچوم ہوس پروران کام بست
یچوم عمرہ پے یک نگاہ جان گذشت
میان ماد اجل ذرہ ہما گذشت
کہ صبر را بخیال تو آشتنا گذشت
فزون عشق تو تا تیر در و دان گذشت
سفر ز کوئے تو میخواستم دفان گذشت

ہزار مرتبہ فیضی ز عشق مستونم
کہ در ہوسکہ سینہ مدعا گذشت

۱۰۰ ساقی دل ماخواست دین ویر جواد
طوفان غمت سے دل ازین عاڈتہ خود
بودم ز ازل تا بہ ابد محومت اش
مشکل کہ شہید تو سر از خاک بر آرد
زین نشتہ ایام میر سید کہ حشمتش
تساق تو مردہ و عم بود تو برہ
آں دختر تر ترا کہ بود ام خوب است
در کشتی مے کش کہ نلوح ست نہیا
حسن تو قدیم است و دگر ما ہمہ جاوٹ
گر روز قیامت بود و شوق تو بیاٹ
آشوب بلایے وجہاں را شدہ بیاٹ
این سالکہ چیز سے نگذازند بیاٹ

فیضی ز فلک عم محور امرہ ز کہ سر را
عمد چرخ زجا میر و از سیل جوادٹ

۱۰۱ نگو کہ بر جاسبل من طلبیب شدہ بیاٹ
لطیبیب را چہ بلاست لطیبیب شدہ بیاٹ

<p>زمن پیرس کہ حال غریب شد باعث بلاست اینکہ بر آہنا جیب شد باعث کہ تا نفس زدہ عنقریب شد باعث خروش بے خودی عنذیب شد باعث</p>	<p>چنین کہ محمل امید بستم از در دست جفا و جور قریب ہاں تفاقم نہ کند ز نالہ بس مکن ای دل شاہ راہ وصال زمست بے کلم در چین کہ شوق مرا</p>
--	---

<p>چنین کہ رندی دستت مشرب فیضی نصیب واعظ و سید ادیب شد باعث</p>	
--	--

<p>کہ باشد دل اسد گال را علاج بآں آب حنکہ مرا استزاج کہ بازار تقوے نثار و رواج نثارند زندان دما احتیاج</p>	<p>۱۲ بدہ ساقی آن آب آتش مزاج شرابست آبی کہ شد درازل بیاتافرو شیم دین را بہ سے اگر منکر از مے شود شیخ شہر</p>
---	---

<p>بود سیضی آن حسنہ و ملک شقی کہ از ترک تاجش بود ترک تاج</p>	
---	--

<p>آن گرم تر سیاہ کہ دارد مزاج روح تا وہدم ز غیب کشاید در فتح کوہ نہشت در نظر خضر عمر روح</p>	<p>۱۳ ساقی عنایت است نشاط دم صبوح بخشا در طرب کہہ زانکہ مے سہو عمرے در از چہیت حیات ابد بخواہ</p>
---	--

<p>فیضی ترانہ سحری مے کشد بلند لاج الصباغ فانتموا عشرتہ الصبوح</p>	
---	--

<p>کہ آن مغز ذات ست دین روح باہل حال نمودیم حال خود شروح کہ غرقہ گشتہ دریاں صد ہزار کشتی کونج ز لوح خاطر خود نقش تو بہاے فیض</p>	<p>۱۴ سعادتیہ زہن جوانی و صبوح و جام صبوح ظاہتی و قدر خوار و زہ و سبے باکیم فتادہ ایم ز طوفان عشم بگردا بلے بیار ساقی از ازل مے کردہ منور شویم</p>
---	--

<p>ز فیض باوہ شوی اگر ارشود فیضی درت ز سبب او فیاض بر ولت مفتوح</p>	
--	--

<p>کہ دور دور گل بہت دہوا ہوا ہے قح زگریہ ہائے صراحی و خذہ ہائے قح نیمرو و زرخور شید در بہائے قح گرت ہواست کہ بانی خود صعا قح کہ گنج عقل ستا خند رونمائے قح</p>	<p>سار شد بکشاوستے از برائے قح نفس نفس غم شادی ست و درونش بچلیں کہ سیجا پیا لے میگیرد لبش و روئے دل دسبم زیادہ صفا خراب عشوہ آل ساقیاں جان بچشم</p>
---	---

اگر در آرزو سے بادہ ہاں دہی فیضی
 بلوچ تربت او نقش کن دہائے قح

<p>دست از قح کش کش از دست از قح وہ چون زیم اگر کشد آن ناز من متوج دریا کشاں میکہ را شد سبق قح گردا شستے لبان صراحی گلو قح و پائے گل صراحی و بر طرف جو قح</p>	<p>بر کف نہا و ساقی خورشید روت قح از خونے شند نیم کش ناز سے کسند خم خم بدہ شراب کہ از فیض پیر دیر کر سے ہزار جوش و خروش از خار من و فصل نو بہار خوش آہنا کئے کشند</p>
--	---

فیضی اگر کسے ز تو پرسد بدور گل
 کہ زیم بادشاہ یہ خواہی بگو قح

<p>غنچہ دل تنگ را شد دل سراخ صبح چوں تھو کشید ازیں فیروزہ گلخ بچہاں کا تش جہد از سنگ لایخ برگ ریز عسکری نزدیک است آرخ</p>	<p>کرہ از باد بہاری جملہ شاخ گل برآمد از نقاب غنچہ سر لالہ مابینگر کہ سر بر زد ز کوہ دل دیریں گلزارے بستم ولے</p>
--	--

کلاب فیضی ہے وہد گہمائے تر
 مے رود معنی زنگیں شاخ شاخ

<p>کہ تو خورشید سحر خیز تر سے پیدا شد کہ در آفاق مسبارک سحر سے پیدا شد گفت خورشید مرا سہ سفر سے پیدا شد</p>	<p>دہر را مژدہ کہ روز سے دکر سے پیدا شد خفتہ بخت شب تفرقہ بیدار شدند آسمان دید شب روز جہاں گردنی او</p>
---	---

چشم بکشتے کہ صاحب نظرے پیدا شد شکار کایں قافلہ را تا ہر جبر پیدا شد	اسے کہ از تیر اقبال نظرے خواہی گمراہان رو تقسید خجیرت بودند
--	--

چند تاریک نشینی شب ہجران فیضی
خیز کر صبح سعادت اترے پیدا شد

ہر کجا مرغ دل روے بہ پرواز نہاد ایک دور درج محبت گہرا زانہاد کیں نہایت کہ آں خانہ بر انداز نہاد	۱۰۹ سر و من پائے کہ در جلوہ گہرا نہاد کاشکے اشک من از پرده نیامد پروا چہ تو اں کرد کہ دیوار غم افتاد بلند
---	--

قصہ فیضی در سوالی او سے گفتند
ہر کہ برانجمن گوش بر آواز نہاد

تیرے کہ مے زند گہمیش نام کردہ اند نور شبیہ اندہ اند و عشق نام کردہ اند نجانہ کہ خالق ہمش نام کردہ اند در ملت و فاکہمیش نام کردہ اند	۱۱ ترکے کہ شوخ بچک گہمیش نام کردہ اند تو مے کہ غافلند ز ناز و کرشمہ اش یار بر نیل سیکہ طوفاں سیدہ باد در سجدہ کہ سر نہ ز تن مے شود جہا
--	--

فیضی ہشتم غزہ گری تا نگاہ کرد
عشاق خانہاں سہمیش نام کردہ اند

خضر رالتشہ این چشمہ اشکش کردند کہ مسیح و خضر از رشک کشاکش کردند زا پنچہ و سیکہ زنداں کش کردند طیلسان ناکسا از باوہ عشقش کردند کہ و مارغ طلب از عقل مشوش کردند	۱۱۱ ساقیاں ست بجام بچمیشش کردند این پے بوہ کہ ساقی بقدرح بیخت کردند خضر را آب ز حسرت بد من مے آمدند اینچہ مستی ست کہ اصحاب بہ افشانی ساقیا را پنچہ باد بر اں قوم حرام
---	--

بدنہ کر بند کہ دیوار دل فیضی را
استہ سلسلہ مویان پری دوش کردند

۱۱۲ کہ خون گرم من از دیدہ بر زمین پیدا شد	بچمے مے ازل اصل تیشیں تکید
--	----------------------------

<p>کہ خوام چو گیسو گرہ زناں سے دست چکید خون دل از پرده ہائے دیہ برو نشد ز مے عرق آلودہ عارضش کازاں</p>	<p>چہ مشک تر کازاں زلف عنبریں چکید بہ بزم پیر مغال بادہ ایسین چکید خونے نجالت نور شید از جبین چکید</p>
--	--

نماند گر یک سال دست جبین فیضی
کہ خون گچوشہ و اماں ایستین چکید

<p>نازیناں کہ دریں سیکہ صہبا نوشند شربت مرگ ز پیمان اسبل ندان با بادہ شوق ز جام طرب امروز نوشند</p>	<p>بادہ حسن ز قسریہ دلہا نوشند ۱۱۳ بہ کہ آب خضر از دست میجا نوشند کہ فرخ نیست دلاں بادہ کفر و نوشند</p>
---	---

فیضی از محرم عشقی ز حرفاں بگریز
مے این سیکہ کشت طاست کہ تہا نوشند

<p>جلوہ چو بال مست و قامت کند جز بد و محراب کجبت در جہاں گر نکند باد تو بچنائی</p>	<p>۱۱۳ پیشتر از مرگ قیامت کند مست ندیدم کہ اقامت کند جاں ز تنم ترک اقامت کند</p>
--	--

فیضی اگر بگذری از دین دل
ملک جہاں عشق بیامست کند

<p>ہلال عید کہ چسبیدین گاہ افتد چہ پر خمیدہ سپاوش شاہ مے خواہ ز حکم شاہ ترسد و گرنہ زاید شہر عناں کش زلف مستلانے نور ستم کشاں ز تہ چشم عناستہ و آرد باز اشہم بمژوہ تو گوش سے برو یکہ برعل خستہ ام کہ در راہ انتظار امشب ز تیغ غمستانی کنارہ کن</p>	<p>۱۱۵ خمیدہ است کہ در پائے بادشاہ افتد کہ آفتاب بگرد و بیائے ماہ افتد کشد پیالہ ورنیچہ و بعبید گاہ افتد بزیر شمع سمندر تو داد خواہ افتد چہ شد اگر نظر شاہ بر کن ہ افتد دو ششم زمان امان پئے آغوش سے برو سپشہم ہزار عاشق بدہوش سے برو کا دل ہر حریف قلع نوش سے برو</p>
--	--

<p>فیضی ہوا سے وصل کہ داری مشیت دل سے طہہ درون درو دل شمس سے برد</p>	<p>۱۱۷ ایں عشق را عشق نیاز آفریدہ اند اں چشم را کہ شعبدہ باز آفریدہ اند کال سرور العسر دراز آفریدہ اند محراب را ز بہر من از آفریدہ اند</p>	<p>۱۱۷ ایں حسن را بخت اطرا ناز آفریدہ اند نقواند اثر فریب دل حسنت بازماند از باغبان گلشن خوبی روانی است در ابروئے تو سجده اگر سے برم رفاست</p>
<p>فیضی حدیث عشق رقم زن کہ تمام معنی نگار و تکتہ طراز آفریدہ اند</p>		
<p>۱۱۸ مردیہا سے پری روئے مراد یوانہ کرد رنگتے بوئے عنبر مح نے مراد یوانہ کرد کاشانی سگ کوئے مراد یوانہ کرد</p>	<p>۱۱۸ مہر با نہیہا سے بد خوئے مراد یوانہ کرد نگہت عنبر و باغ عقل تر و در و لے گر سن از مردم گریزاں میجویم مندور و ار</p>	<p>۱۱۸ مہر با نہیہا سے بد خوئے مراد یوانہ کرد نگہت عنبر و باغ عقل تر و در و لے گر سن از مردم گریزاں میجویم مندور و ار</p>
<p>گر فیضی را جنوں نگیز سے ایہ سخن طرز گفتار سخنگوئے مراد یوانہ کرد</p>		
<p>۱۱۹ پر واز داد گر چه کہ بال و پر سے نداؤ تا کاروان بچو تو غارت گر سے نداؤ چوں کند دریا سے آتش ہمیں طوفان باد زبانکے شام تیرہ روزاں را بنا شد با نداؤ اکشہ مشوق را در روز بکشتہ نیست داؤ</p>	<p>۱۱۹ پر واز داد گر چه کہ بال و پر سے نداؤ تا کاروان بچو تو غارت گر سے نداؤ چوں کند دریا سے آتش ہمیں طوفان باد زبانکے شام تیرہ روزاں را بنا شد با نداؤ اکشہ مشوق را در روز بکشتہ نیست داؤ</p>	<p>۱۱۹ عشق پر از ستر و غ نظر جوہر سے نداؤ منزل کشناس عشق نہ شد میرت افلا بس نے آتم باہ خود من آتش بہاؤ اسے فرو کیج معذوری اگر دم و کشتی صدہہ از غیرد شہید عشق با خونیں کفن</p>
<p>چوں نکر در روشن از دیوان فیضی دوست گر سویدائے دل نمود کردہ ام آرا سداؤ</p>		
<p>۱۱۹ چلوۃ تہقنۃ کبک درمی را نگرید در میان پریاں شاہ پری را نگرید درویش نیست اثر بے اثری را نگرید</p>	<p>۱۱۹ چلوۃ تہقنۃ کبک درمی را نگرید در میان پریاں شاہ پری را نگرید درویش نیست اثر بے اثری را نگرید</p>	<p>۱۱۹ مے رو و خندہ زان صبلوہ کرمی را نگرید مے خواندہ جوانان زوہ پر با برس زیں دعا کہ تراشد جگر خارہ ازو</p>

شاید حال که چل شب ہمہ شب میوزم | آتش آلوده نواسے سجسری را بخیزد

فیضی امروز ز جام رستمے ماند و منوزا
نیست کس را خبرے بخبری را بخوید

سرمه در آل چشم گرانی کند
چون نجات گرم عنانی کند
آسپه بگل بادخسزانی کند

چشم تو چون غمزه نهانی کند
پائے تخیل ز رود از رکاب
کرد بپوشتم نفس بدعی

آسپه به فیضی نظر دوست کرد
مشکل اگر دشمن عباسی کند

حاجیان چیں حج ادا کرده قربان میکنند
نیم لعل را به تیغ و تیر احسان میکنند
هر زمان خونریزی از تیغ ترکان میکنند
خون شیرال را بجاک راه یکسان میکنند
حاجیان در ارغنه در ارکان ایمان میکنند

عاشقان جان را فدا در کوئے جانان میکنند
عید قربان و خواباں هر طرفه پیر ثواب
نیست در دین بتان قربان را این کاروان
آه ازین مستان آرزو چشم که تیغ نگاه
بایم نه برکت بار که بے سرو کوه مست

فیضی ز بس داده بر باد از که برسد زین ستم
کین مسلماناں چشم نامسلمان میکنند

بهار تازه سرود سے بیاد و مستان داد
نشانی طفت دو عالم بنگدستان داد
هوائے باغ مراد هوا پرستان داد
کر دل بتازه نهادن ناز بستان داد

سحر نسیم صبا نژده گلستان داد
پیااله خانه بر انداز بسبب نوازی شده
بساط دست مقام نشانی خواباں شد
ز سر و گل چرکت عد خوشتر شگفته و لے

فلک اگر بتو بیداد سے کند فیضی
به نزم شاه جهان از پیاله بستان داد

ده نور دین طلب زده به منزل زبند | تا نمیرند درین ماه بسا حل ترسند

<p>کہ بال مرتبہ خوبان قبایل ترسند چرخم از آبلہ پایاں کہ محمل ترسند کہ کیفیت معجون سلاہل ترسند</p>	<p>غیر محفل کہ سشناسد کہ چه دارد لیکن خفتہ در بعد عماری سخن اندامان را شربت ذوق بران مروج بیدر حرام</p>
<p>تا کہ شوق درین باد میشتان فیضی رود کہ منزل طلباں در حرمزل ترسند</p>	
<p>درد سرش بیاوستی نئے رود از کونے او تیغ دودستی نئے رود</p>	<p>آہ از خماری من کہ پستی نئے رود عاشق کہ شمس خوردہ عشقش است ۱۲۴</p>
<p>فیضی بجا و قطع نظر از بتان ہند از کافر آفتاب پرستی نئے رود</p>	
<p>ہیمان بگے بفسرہ نوشد ۱۲۵ صید قافلہ شوق تیز روشد گفتم کہ بلائے جال مشوشد</p>	<p>عشق آمد دل بدل گردش از دیدہ بدل زول بیدہ گفتم کہ بسوئے من میں دید</p>
<p>در پند شنیدن تو فیضی چرخم دم گراں شمشید</p>	
<p>ہوس بکوچہ امیدور گدائی بود ۱۲۶ غم از کنارہ لبہ حسرت جوائی بود گئے بلبری وگہ بہ در بانی بود میانہ ستم و داد آشنائی بود وگر نہ لازمہ حسرت خود نمائی بود</p>	<p>سبب وصل سحر گرہ کشتائی بود نظر ز ساغ و دیدار دست و طب دورنگی نگاہ او بہیم چشم زودن کرشمہ دست در آغوش غمخیزہ داشت بہر غور پر وہ بر جناہ جمال کشید</p>
<p>تا کہ دولت و دیدار جادہاں فیضی در تیغ نیست کہ این کار بیوفائی بود</p>	
<p>خود بیاہ آرد اگر تاکہ فراموشتم کند ۱۲۷ مسکن من داند اگر دستہ در آغوش کند</p>	<p>من بیاہ او کہ یادش مست و دیدارم کند یک طرف دل پر شکر کیسویہ از آتش جگر</p>

<p>چند گو فرمایم تسکین نور دیدن بصیر نے نشینم پہلویش در بزم ازستی گز بزم گر اینست ساقی این ذوقی باوہیں</p>	<p>من سر ایبا ششم تا چند خنک نوشتم کند سر بر الوشم بند یا نیکو بر دوشم کند عشق سرو اساز میدانم قدح نوشتم کند</p>
--	--

فیضی از شب نظر بے خواہم کہ از یکایک
 کہ ہوش آرد مرا گاہ مد ہوشم کند

<p>فسر یاد کہ غمزه ات چہاں بُرد من بودم دہبر و ہوش و آرام صیاد و چگونہ می بُرد صید دشنام ترا ملک تعظیم زلف تو ہزار پارہ را کام از تو کسے چگونہ خواہ</p>	<p>جاں راز اجل نیستوان بُرد عشقت ہمد را یگان یگان بُرد چشم تو دل مرا چنان بُرد مانند و عا بر آسماں بُرد از کعبہ پیرو گشتاں بُرد نام تو نمیتوان بناں بُرد</p>
--	---

دل برو دجہاں نماذ فیضی
 درد تو بخود جہاں جہاں بُرد

<p>نیم خوشدلی از فتح پور سے آید حیات کس در آفاق راہ کوہ گرفت درون کوہ صدائے نشاط سے سجد نہ مہر و ماہ بود کہ فراز عالم شدہیں چہ دولت بہت قدمش کہ مردم از دل خلق زمین مہر میں کہ در انتظار ہمنہاں</p>	<p>کہ بادشاہ من از راہ دور سے آید خبر دہید کہ موہن سے بد طور سے آید ز بزم عیش نواسے سرور سے آید نے شکر طبقہاں سے نور سے آید ہزار گنہ طرب در ظہور سے آید جہاں بجان و دل نا صبور سے آید</p>
--	--

بجست باو لبعالم قدوم او فیضی
 کہ عالمی بمقام حضور سے آید

<p>آنکہ از قول غول گویاں مرا آوارہ کرد بعد عمرے کاشنا گشتم باں بگیانہ خو</p>	<p>تا رام نا خواندہ از ہم قیباں پارہ کرد رفت و ترک نشانیہاںے مایکبارہ کرد</p>
---	--

<p>یار بے پرواست مے بائید سر بر کشند زاهد با من حدیث چشمه کو شرب بگیو عشق پرورد سکه چوں من لذت دیدار یا</p>	<p>عشق سنگین ست مے بائید دلے از نظاره کرد آتش دارم بدل کر آب تنواں چاره کرد سرود عالم را بلا گردان یک نظاره کرد</p>
<p>فیضی از مشرب عشق آنکس که آگاهی نیافت تتمت آذاری برگردش آذاره کرد</p>	
<p>باز عشق زور دست آمد گریاں پاره کرد تا بدمان قیامت ماند رسوا از جہاں گر ز دست او گریاں پاره ام خود نیب شد در گل چیدیم در گلشن و صدفش حال</p>	<p>سینه را خواهم دگر از دست افشاں پاره کرد آنکارا یوسف را ز بنیامی گریاں پاره کرد صد لباس کعبه را آن ناسلماں پاره کرد خار بست تا انبیا ی بسکرو ماں پاره کرد</p>
<p>باز شد فیضی گریاں چاک از دست نی عشق تر سایه میں کہ دلش شیخ صنعاں پاره کرد</p>	
<p>یار بے آن شوخ ز من تنگ چرامے آید ما بگوئال گوناوش سپر انداخته ایم میرسد چہرہ بر افروخته شمشیر بکفت</p>	<p>ہر دم از نام شمش تنگ چرامے آید اول بعد عریبہ و جنگ چرامے آید غرضش حسیت میں تنگ چرامے آید</p>
<p>گرچه فیضی بر جیاں و ہنس نکتہ سر است پیش او قافیہ تنگ چرامے آید</p>	
<p>دل غیب از غافل چو بغم فتنہ ز گیرد پاسیر کران دل کن اضطراب بندیں چو سفید گشت چشم بوصال خوش و گل</p>	<p>بہلا مزینا کرد با جمل کسنا ز گیرد کہ شکار پیشہ سعید سے بعد انتظار گیرد کہ درخت چمن شکوفہ بنو و بار گیرد</p>
<p>تہ فروغ دیدہ و اند نہ فراغ دل ندانم کہ ہنوز کار فیضی بکجا مسترار گیرد</p>	
<p>دو چلویم کہ من چرخ ستمگار چہ کرد یکے کرد مرا منع پرستیدن بت</p>	<p>کو کب سوخته و بخت سید کار چہ کرد در حرم رقتہ طوائف درد دیوار چہ کرد</p>

<p>از زمانم تا کلفت سخن ساخته اند که هر گوشه زبانش چینی ساخته اند خود سلیمان و خود برین ساخته اند که از اسباب جهان ما کفنه ساخته اند</p>	<p>دشمنان با زبانش سخن ساخته اند یارب این تازه گل گلشن آسید کجاست کوچه است که دیگران حرفان خود پس رشم آید ز مقیمان نهان خانه خاک</p>
--	--

خاک آلودخته جانان که چو فیضی خوش
هدف عمره ناک فکند ساخته اند

<p>تا همچو تو یک فتنه ایام بر آید کار و دم از نامه و پیمان بر آید کیس برق هدایت نذر ابرام بر آید خوشید ز خجالت پس ازین بر آید</p>	<p>بسیارمه و مهر سنا کام بر آید شو قم نه بخان ست بوصول تو که سرگز بر طره گذرگر طسلی نوز شب زینگونه بهر مسجح گراز با هم بر آئی</p>
---	---

زین طایع برگشته محال ست که هرگز
کام دل فیضی ز تو خود کام بر آید

<p>مباش ایتمه آتش که خاک خواهی شد مگر در آتش سوزنده پاک خواهی شد یخاک پانگن چاک چاک خواهی شد که سرنگول بدرون مناک خواهی شد و گرنه تا ابد اند و مناک خواهی شد</p>	<p>مسوز دل که ز گرمی بپاک خواهی شد باب دیده خود هیچ شدت و شوخی مباش غره باطلس که عاقبت چو گل بسر بلندی مسند که غم دور مناز بش و مانی ایام دل مست ز نهار</p>
--	---

مشو فریفت دوستی پس فیضی
که بجم بدوستی او بپاک خواهی شد

<p>نص زمانه را حرکت معتدل نماید یک بسره نشاط درین تیره گل نماید شد نام ناپدید و نشان سحر نماید و انهم که نامه از عمل خود غسل نماید</p>	<p>درد که در جهان بجز آخسره دل نماید برو زین زود و دل تنگ من سیاه نام و نشانی اهل کرم بود بر سخن خلق زنده پیش عملهای نادرست</p>
--	---

<p>جگر لیش کارخانہ چین و چکل نمائند</p>	<p>شستند کارنامہ مانی باب زرد</p>
<p>فیضی نہا ستانہ تجرید سر مکش دانی کجخت لعل و تاج قزل نمائند</p>	<p>کوہ کن گر چ خاک دوز شیر پیش کرد خاک و خون خوابد عیش و طرب ساحت ترا زاد از سنگ در لعیہ نیار و بستن آں کجکشا و ز بانم بہ ملاست بکچت</p>
<p>کوہ لیش کا فتنہ جا در دل شکنش کرد آنکا از غنچہ دگل بستند بایش کرد عشق آن رخسہ کرد بیکلہ دیش کرد عشق رسوائے دو عالم بچہ آئینش کرد</p>	<p>فیضی این شعر چو بحر است کہ در بحر شاہ دید دیوان ترا حاسد و مخسینش کرد</p>
<p>سے سسماں ساز و وزے نامسا نام کند از پس مژگان شہادت قائم کند ترسم این شکر دیہایت گل نام کند تا بکے جھیت خاطر پریشا نام کند</p>	<p>عشق تا کے شمسار کفر و ایمان کند بنده آں چشم طنارم کہ چون بندہ نظر سخن از حدے بری با من چہ بہر لبتاں چندہ کو کردم بیرون برد شغل و کون</p>
<p>نظم من تجرید خواں کرد فیضی عاقبت این دم گبر اک من دامن پری خواں کند</p>	<p>بچوں حجاب گشت سرم در میان خوں گر شد سرم و خال برابر چشم کہ عشق</p>
<p>این موج غیر فتنہ جزاں گوہر نداد این حسد قبول بہر بیہ سر نداد</p>	<p>فیضی چشم کہ خاک نشین عالم تم کیں پایہ عشق واد مراد بیکرے نداد</p>
<p>میان عاشق و مشوق منو بچہ بند کہ در زبان لب این گفتگو بچہ بند کہ در صراحی و جام سہو بچہ بند بچہ تصور رؤسے نکو بچہ بند</p>	<p>بخطرے کہ توئی آرزو کے بند ز حرف عشق اگر فاشیم خردہ بگیر رواے حریف کہ من مست باوہ شدہ ام ہری زمن مطلب معنی کہ در دل من</p>

اگر زمانہ شود کلکل اوسیم پیدار

بغیچہ دل بازنگ دیوئے کعبہ

بدست قیضی ازال ابرست فزول
کہ در شکست امید اوئے کعبہ

ست گلگون سوار من نگرید
دام از بار خود نمید وفا
انتظارش بخشہ خواہم برود
منم از جام عشق زہر شام
نالہ زار زار من بشوید
ترک مردم شکار من نگرید
دل اسید وار من نگرید
غایت انتظار من نگرید
تلخی روزگار من نگرید
در حسرت خار خار من نگرید

بچو قیضی ز وصل حسرت دم
بخت ناسازگار من نگرید

از عشق بمن حسرت بگوئید
لے گرم روان وادعی عشق
من پند کسان نسیکنم گوش
اندیشہ ندام از ملامت
لے سنگد لال نمائند صبرم
برن شب بچر سکنہ ظلم
از منزل پر خطر بگوئید
ماہیت این سفر بگوئید
این را بہ کسے دگر بگوئید
این قصہ بلند تر بگوئید
گویم غم خود اگر بگوئید
یاراں خبر حسرت بگوئید

لے راہ روان دل چو قیضی
ز دوست کہ ترکہ حسرت بگوئید

باقا مت حمیدہ مرعیدہ شد پدید
اشب گشادہ شد در میخانہ از بلال
از جام سے چہاک نہ کردند اہل دل
چوں محنت جہاں ہمہ از بہر راحت بہت
کفارت شنیدن تسبیح زابد اہل
یعنی حمیدہ وار صراحی بشام عید
صد سالہ گرچہ بود رہ از قفل تا کلید
وز ماہ نو پہا کہ ندیدند اہل دید
خرم کسے کہ روزہ کشاد و قیج کشید
صوت رباب و قفل سے بیتواں شنید

<p>ویدیم ز طرف دامن او باوہ سے ہلکید</p>	<p>آنکس کہ منے فگندہ مصلا بروئے آب</p>
<p>عیدم مبارک است کہ فیضی صفت کلم از ششیشہ مستفیضم و از باوہ مستفید</p>	
<p>گوئی ز بزم شاہ نسیم طرب وزید صیبت نوال از عرب تا عجم رسید تا د عجم شراب بود و عرب بسید</p>	<p>۱۳۶ و جنبش است موسے بموجہم ز فیض شوق شاہ زمانہ اکبر غازی کہ روز جشن لبیریز باد برکت او ساعسر مراد</p>
<p>چہ خوش است کاوش از منے غرہ چون از پند کہ نگاہ نازنیناں کشش نسیاز باشد دو جہاں فدائے شونے کہ کرتیمہ باز باشد وہ باد شاہ گردش غم ترک تا باز باشد بغداد کہ بیت پرستی با ایں نماز باشد</p>	<p>۱۳۷ من دامن نگاہ خوبی کہ ز عین نماز باشد تو بہانہ ساز بر من منہ از نگاہ منت دل و ویس چہ کارم آید کہ از نگاہ دارم صنعتی دگر بچم زو بدل استنہیم نارت تو بسہو چو جہہ تا کہ بری لے نام سجی</p>
<p>بہر شب بسوز فیضی اکت صفاست مقصد کہ ز شمع روشنائی اثر گذار باشد</p>	
<p>سیم دمان اوز سر شو کشیدہ اند مد سے بود کہ بر سر آہو کشیدہ اند ویدیم کہ صورت تو بر سر کشیدہ اند آنانکہ کوہ یا بتر اند کہ کشیدہ اند کال دلفریب کس چاہو کشیدہ اند</p>	<p>۱۳۸ صورت نگاراں کہ نقش زرخ او کشیدہ اند بالائے چشم ابرو ز مشکین آن غزال کہ دم نگار خانہ دل را نظر ارہ بار غم مرا نتوانستند بر کشیدہ لے من ہلاک چہرہ کشایان خیرہ چشم</p>
<p>فیضی چو بود کشتہ ناز ستاراں بہر چہ رنج ساعد و بازو کشیدہ اند</p>	
<p>دین باخت دیدہ مسلمانے چند بود ہر موسے مرا سلسلہ چھبانے چند کہ بجاں ہست خداوند زہی جانے چند</p>	<p>۱۳۹ و ہی گدشتند ز جنتانہ خا خا چند یا و باد آنکہ بر لطف تو ز طوفان بنا جاں خدا کردہ بیدادگر ہے شدہ ام</p>

و صیف حشر اگر سے شہیدان گذری سہر گشت تو تھا ہے ست کہ باشند درو	بابی از زندگی خویش سپیامے چند خانماں باخسته مہیر و ساما نے چند
---	---

فیضی از کجہ شناسی سخن عشق ملو جز بیزے کشیدند سخن دانے چند	
--	--

صحن خیر سے کہ فیض از چشمہ جہاں دیدہ اند بنده آن خرقہ پوشانم کہ دایم همچو صبح دور نیامدے کہ گرد قطره دل کشند اند	۱۵۰ خویش را در گریہ همچوں صبح خندان دیدہ اند دامن از گل چیدہ آتش در گریبان دیدہ اند ہیات خط و وجوب از سطح کمال دیدہ اند
---	--

چشم جہاں را نہ مہ لاش فیضی کہ ارباب نظر روئے سخن زہد و زہناسے عرفان دیدہ اند	
---	--

بیت در اہل علم خرقہ پوشاں پس ببینید گر در دل من رفت وہدم سوخت غریبت شیدایم و شاک آدم از طوفان مردم	۱۵۱ دل سے طہیم جنبش ناتوس ببینید آتش زون شمع بفاوس ببینید رسوائی کو میں بنا موس ببینید
--	---

فیضی بہ ہش خاک بہر سیکند امروز اکلیل کے ہر سب کو میں ببینید	
--	--

زندان سندان کن بدر کے آید کجاں رسیدم و جانان من نے خبر خبر زیار نمازیم و از برائے خبر خیال یار چنان جاگرتہ در دل من عجب کہ کار کن از باہر تا روز کشد رقیب تیر سر شاک مرا نسید دانہ	۱۵۲ اسید وارم و اسید بر کے آید ز پافتا ہم و عزم بہر نے آید کسے کہ رفتہ از ہم خبر کے آید کہ غیر حبلہ او در نظر نے آید بند و وصل تو امشب اگر نے آید کہ شناسی ازالہ بد گہر نے آید
---	--

ہمیشہ دست بہر میزلی چند فیضی گر دوست تو کار دگر نے آید	
---	--

علیٰ لہ صباح کہ باو ہمارے آید ۱۵۳	مراز آمدش بوسے یار سے آید
-----------------------------------	---------------------------

میں نے اس شعر کو
میں نے اس شعر کو

<p>هر آنچه بر دلم از انتظار می آید و لے اگر تو نیائی چکار می آید اگر ز نامر و قاصد سزار می آید</p>	<p>بکان تو که نیاید ز حیرت بر جانم خبر ز آمدن قاصد تو میگویند تسلی دل من در سراق ممکن نیست</p>
	<p>مگر که از اثر گریه ام بود فیضی چینی که گفت من آبدار می آید</p>
<p>موسے عشق مرا ذوق خداخوانی بود خانه در کوه گرفتن ز گراں حسانی بود کالتش آشنائی دل اشرف انسانی بود برواے صبر که در محک نه توانی بود ده که جمعیت ما عین پریشانی بود که در آتشکده هم نوبت مسلمانان بود</p>	<p>شب دل از یاد تو در عالم حیرانی بود نام فرنا و مبرکال هوس اندوخته را ۱۵۴ می کشم آه شرر بار چو میبستم شوق بیلتنی دل بمن آورده بجوم بسا لها غره با سیاب سلامت بودیم ما شستیم در آتش زبته روشن شد</p>
	<p>فیضی آن سخت کجارت که در عالم عشق سرو سامان من از میرو سامانی بود</p>
<p>صبا بطره سنبل دراز دستی کرد بغیر غنچه که رفع حجاب هستی کرد برهن بست که مستانه بیت پرستی کرد</p>	<p>بهار آمد ز گس به باغ مستی کرد ز خود بر آمده در چین نمی بسیم ۱۵۵ فنا و عیل بیل سپائی شاد کل</p>
	<p>بدور گل اگر نیست می چه غم فیضی که عند لب قدح ناکشیده هستی کرد</p>
<p>برفته برات کین نوید با صد گره حبیبی نوید ۱۵۶ دست و عین آفرین نوید مشکل که در چشمت نوید آزادیم و اسپین نوید</p>	<p>خط کال ستم آفرین نوید من کشته او که نامه قتل چو تیغ کشد بقتل عشاق نین ساں که قضا نگاشت شکش گر عمر آید بود که عاشق</p>

<p>فیضی غم دوست کز ازل یافت اقبال ابدتیں نویسد</p>	<p>باز نمانم کہ سخن میکند ۱۵۴ خندہ کہ آن غنچہ دین میکند غمزہ بیاک چشم دین میکند</p>	<p>بہر سخن بدے بن میکنند برق زن خشمین صد گشت آنچہ نگاہش ہمہ سر کرد</p>
<p>فیضی اگر ترک فنون میکنی عشق ترا ناوہ فرہ میکند۔</p>	<p>مرغے کہ شد آموختہ خود و قفس آید ۱۵۸ جانیازی پروانہ کجا از گس آید ہر کس بسوئے کعبہ پے ملتس آید زابل گوئے نہ شد کم کہ بانگ جرس آید</p>	<p>دل از حسم زلفش رود و باز پس آید از نور مجتہت چہ خبر تیرہ دلاں را احرام ورت بستہ ام از بہر نگاہے لیسے چہ بری ناقہ بہر سوئے کہ جھوٹ</p>
<p>اے سلسلہ مویاں گزیدہ ازل فیضی کین طائر قدسی نہ بلام ہوس آید</p>		
<p>بفراک سواہے دست پیلے میتوانم زد ۱۵۹ جگر خواران حیراں راصل میتوانم زد دم بیگانگی با آشنائے میتوانم زد کہ از صمت دو عالم را بقیتے میتوانم زد</p>	<p>من آن صدم کہ ہر دم سر جانے میتوانم زد باں خون جگر گردیدہ من گرم ہے آید ترا فرزند میدانند غافل کہ جنون دل تو اے سلطان کہ من روئے میتوانی</p>	<p>بچشم نکتہ سنجال گر چہ فیضی طوطے ہندم برخان سراں ہم نوائے میتوانم زد</p>
<p>فتسنہا تیغ باغفہ خاشیہ داری کردند ۱۶۰ چشمش آن حشمہ بخوں بود کہ جاری کردند دیدہ اگر چہ بخوں پردہ نگاہی کردند خانہ پروانہ چشم خماری کردند</p>	<p>باز خوباں پے تاراج سواری کردند بر سر خانہ خرابیے کہ وہاں بگدشتند کینفس در نظر مانہ گرفتند قرار سوئے ہنرتہ کہ مستانہ نگاہ گشتند</p>	

بر زمینے کہ ہنساوند قدم از سر ناز دست حسرت ہمہ بر سر زده نزاری گردند

فیضی از دست بتال جاں توانی برد
جاں شکارال ہمہ چوں قصد شکاری گردند

مسافراں کہ قدم ز پنجان کن زده اند
فلک بکام نہ گردد و گرنہ گرم رواں
۱۶۱ نہ داغ بر سر دیوا ہناست کامل خود
توان ز تہقہ شیشہ و صراحی یافت
بیائے تو سن خود فصل و از گول زده اند
چہ تاز یا نہ بریں تو سن حروں زده اند
بنام ہر کشاں سکہ عینوں زده اند
کہ خند ہمہ بر عقل و و غول زده اند

شراب عیش مجھ فیضی از جہاں کہ سپہ
خیم تہی است کہ بر خاک سرنگون زده اند

ساقیا امروز نوروز است فردا روز عید
جام مے بردست گیر و پاکگلش نہ کہ باز
۱۶۲ عشرت نوروز را نتوان بعید انداختن
عاقلاں را دامن صحبت از و چین خوش
نامحیا امروز از صوت و غزل گوشم بر آست
یکدو روزے میتوال جامہ عشرت کشید
باد دست افشاں مے آمد آب پا کو باں کشید
داد عیش امروز باید داد فردا را کہ دید
ہر کہ دامن دامن از گلزار عشرت گل کشید
جانے آں دارد اگر سید تو تو نام شمشید

کام بخش عید نوروز است و فیضی پر سہاں
عیدی و نوروزی او از کریم تو بود و لعیہ

دوش ز دیدار دست بزم پر از نور بود
چشم نظر با زمین سوئے پر می سپیراں
۱۶۳ عاشق بے صبر و دل زہرہ دیدن شد
شمع بر آتش و رخسہ چوں شجر طور بود
اگر نظرے میفکند حسن تو منظر بود
بس کہ بنور جیا روئے تو مستور بود

حیرت فیضی کشہ پر زہرہ منظر
ورنہ بنزدیک من صبر بہ از دور بود

گرد گلشن چو بتال بر زہرہ دامن گردند
دست بر سر زدن مانند کاسیج اش
۱۶۴ از کجا گرد دل سوخته چوں من گردند
ہر کجا سپہاں دست بردن گردند

<p>دوستاں زود بکام دل دشمن گردند ہدینا نوک آل غسنہ یرفن گردند</p>	<p>اگر آمیزش اغیار چین است بہ تو عید وصل بستوں آ کہ اسپران فراق</p>
<p>چوں کنم جابدل سخت نکویاں فیضی کہ نہ آن بیسنہ پائند کہ روشن گردند</p>	
<p>وگر نظر کنم از من نگاه سے دُزد کہ دزد بیشتر از خواب گاہ سے دُزد ز خون گرم تو اوز بسکہ آہ سے دُزد کہ روشنی ز شبستاں ماہ سے دُزد</p>	<p>اگر روم پے آل شوخ راہ سے دُزد مرا خیال تو ہر شب ز دیدہ خواب بُرد درون سیدہ عاشق گداخت از فصل ز دست رفتہ دل من بدست عیار سے</p>
<p>نہاں ز صبر و چشم اول فیضی چہ ہندو سے کہ بدوران شاہ سے دُزد</p>	
<p>جہاں بز لزلہ آوردہ جلوہ نام کند بغیرہ کرد اشارت کہ اہتمام کند ہزار روز قیامت بوعد شام کند قیامتے دگر از غمزه تو دم کند قیامت است بشہرے کہ اوقیم کند بگر بغمزه خون ریز قتل عام کند</p>	<p>قیامت است چو آل ناز میں خرام کند چشم دادہ اجازت کہ گفتہ انجیر نو دلا بگیر سر خود کہ یار اگر ایں است توئی کہ بعد قیامت تو از گنگ بہ قضا چنیں کہ با سپرفتنہ خمیہ بیرون زد نشان روز قیامت نیام باور</p>
<p>چنیں کہ قد تو از پائند فیضی را جہر گاہ قیامت مگر قیام کند</p>	
<p>تو باں خوسے توانی جہاں آتش زد برق حسنت زکراں تا بکراں آتش زد دشمنی بود کہ در خانہ نہاں آتش زد رفت برخت نہادہ بد کال آتش زد</p>	<p>ترک من گرمی خوش تو بجای آتش زد سخن عشقت ز جہاں آتش بجہاں آتش زد دل کرا آتش اوسینہ من سوزد ہر کہ با گرمی بازار محبت نحو کرد</p>
<p>فیضی از شوق بہر دم کہ شد گرم سخن</p>	

دقت مدعیان را بزبان آتش زود	
نظر چه سود که کار از نظاره میگذرد نهنقه میرسد و آشکاره میگذرد که ریش کهنه چو گرد ز چاره میگذرد سرشک من ز شمار ستاره میگذرد	چو چتر کج کلمه من سواره میگذرد جلگه شگافته نادک توام که به دل درون خسته تیغ تفاسلم گذار من از ستاره شمارت شنیده ام که اگر
بصیر و طاقت او کیت در جهان فیضی کسے که از سر کوشش دوباره میگذرد	
پیے نظاره او آفتاب بر خیزد هزار جوش و خروش از شراب بر خیزد بیگ پیاله مے صد حساب بر خیزد هزار آفتاب حاضر جواب بر خیزد	سحر چه ساقی ماست خواب بر خیزد سر قرابه چو در زنگاه بکشاید ز زهد خشک چه حاصل که از تالای ساقی بهر طرف که اشارت کنی بگوشه چشم
به مجلسی که سر آید سرود عم فیضی خروش و ولولہ از شیخ و شتاب بر خیزد	
کال یوسف یگانه بی بازار در رود باند که کس به بزم تو هشیار در رود بسیار زین بر آید و بسیار در رود	صد کاوان شتری ایستاده منتظر بسته و تنگ و خونریز و جنگ جو کے ناله از خندنگ جفایت که سینہ را
بگسل ز خواب فیضی اگر فیض بایست لود محسوس بیدیه پیشدار در رود	
در هر گله که لوفی بوئے بهشت آید هم باد صبحکایه غیر بهشت آید فارغ ز هر چه شیم از خوشی رشت آید	شد وقت آل که دیگر آردی بهشت آید هم آید نو بهاری کافور بار خیزد مستم خبر ندانم از دور و وصف دور آل
سلطان گل بر افسر فیضی و داغ بر سر بر سر هر آنچه آید از سر نوشت آید	

<p>چہ ساز و عاشقے کہ وصل جانان بے نصیب چو خود از دولت دیدار محروم بصد حسرت شراب بجز رایسانہ پر شد چشمے دارم طیباں غافل اندازد و مند عفتیترم بیاد آرم ز رنگ آمیزی ساقی و خون گرم</p>	<p>۱۶۲ مبادا بیدے چوں من بشہر خود غریب نوشتم نامہ باشد بر چشم حبیب کہ بہر بنوم و صلتش تازہ طرے غریب کہ من میرم ز دور و پسر و مشکل طریب کہ دانستم کہ از دوران چنین نقش غریب</p>
<p>خدا را بر زبان خامہ راز دل مرخصی مبادا نامہ شوق تو بروست قریب</p>	
<p>چہ سے پرسی زمین حال دل غمیدات چوں سپہر رحم کن بر تیر بخت یہاں بکیرہ زقیباں میری از پیش من کہ باز پرس اشارت نامہ کہ دم تو قسم در حسب حال خود اگر از بزم تو درم ولے اقبال مے گوید</p>	<p>۱۶۳ دل مہنوں گشت و خونم آب از بند برون کزیں خورشید خسارل سرشک من شوق خبر گوئید یاران را کہ آں فرزند جنوں شد کہ غیر از یاز تو اندکے اگر مضمون شد کہ ہمہ یارم بچنگ افتادہ ہم کارم تقابوں شد</p>
<p>مرا بجاوے اردو قصدہ فیضی چہ درستم کہ بہر خواب بندی خواہی افسانہ افسوں</p>	
<p>ترک من با سپاہ ناز رسید ہم جفا جنگ فستہ ساز گرفت طبع کج باز در نور دیدند وقت فریاد و نوحہ اش گذشت</p>	<p>۱۶۴ فستہ را وقت ترک تاز رسید ہم بلا ارمون نواز رسید دور زندان پاکباز رسید وہ آہ جگر گذار رسید</p>
<p>فیضی از وصل دست کو تیکن کہ ملامت زباں دراز رسید</p>	
<p>دل مہر ملامت زہر آں دارو میںد در بزم من کہ آہ نیم شہم زبانہ زیر و زبر شد ہنوزے گویند</p>	<p>۱۶۵ کہ یک دست و نمنا جہاں جہاں دارد سرکش دن در لائے آسمان دارد کہ دور محسن تو زین گونہ صد قول دارد</p>

<p>مزا است گر لب در عبرت آویزند ہزار بارہ دے را کہ نیم جاں دارد</p>	
<p>پہرں قصہ فیضی کہ از شکایت تو ہزار ریزہ الماس بر زباں دارد</p>	
<p>دیں نیم جان مانده ز تو بالامیسرود زین شست شسته داغ گل لاله میسرود کز نیک نگاہ طاعت صد سالہ میسرود بانالہ از دلم دوسہ پر کالہ میسرود گر من نیر و ہم ز پیش نالہ میسرود</p>	<p>۱۴۳ مے نالم و دلم زپئے نالہ میسرود ایر بہار قطرہ زناں مے رسد و لے وہ چوں کنیم ز چشم ملانک فریاد لے دائے چوں کہم چوں نالم از فراق دوم ملانک ز موکب آں شہسوار حسن</p>
<p>فیضی بگردش آرقطرح دمہم کہ شاہ گجرات فتح کرد و بیگالہ میسرود</p>	
<p>ہند دے کجکلاہ من نگرید اے عزیزان گناہ من نگرید روزگار سیاہ من نگرید ایں ہمہ سنگ راہ من نگرید</p>	<p>۱۴۴ چشم طاہر دے ماہ من نگرید عاشق دیدہ است و مے کشدم تیرہ لغزم ز آفتاب رُخاں آرزو در دلم گرہ کردہ است</p>
<p>شعر فیضی گرفت عالم را شاعر بادشاہ من نگرید</p>	
<p>سفینہ سحر عاشق الی سیاہ برآید کہ خاک گردم و از خاک من گیاہ برآید بشید عیش تو از خاک عذر خواه برآید کہ مدعاے دو عالم سبک نگاہ برآید کہ آرزوے جہاں زین جہاں پناہ برآید کہ کام خلق ازین تخت و تخت گاہ برآید</p>	<p>۱۴۵ ز سیمہ ہر جسم بیتو دو آہ برآید بسے بوا الہو سال بر کنار سبزہ خزاں ز خون حلق محابا کن کہ روز قیامت خداے را مگرہ از ہم کشا ازین چہ زیات جہاں کشاے جہاندار شاہ اکبر غازی ہمیشہ تخت نشین باد با شکوہ خلافت</p>
<p>بشاہ راہ ارادت بیانشانہ فیضی</p>	

<p>که هر مرد که داری ز باو شاه پراید</p>	
<p>هر که که مست من بلبب بام میرود من از کجا دعوی ازادگی ز عشق</p>	<p>عقل از کجا راز و صبر آرام میرود کازاده دو کون درین دام میرود</p>
<p>تالوت فیضی از جسم کعبه میرود آتش در دوزخ کسب خام میرود</p>	
<p>بے وصل بایر عسکر کام میرود اے شهسوار ناز کجا گرم میری رفت از کرشمه دل تا پایدار من گل ریزو مے فروش که تا کرده نگاه هر چند از صراحی مے دست می کشتم</p>	<p>۱۸۰ روز و ششم بنامه و بیغام میرود شید نیز عمر بین که سبک کام میرود دین سبب نیم عشوه منجم میرود دور ترح چو گردش ایام میرود بے اختیار لب بلبب جام میرود</p>
<p>فیضی مکن تیزه که دام نرے او چندی ستم که بر دل خود کام میرود</p>	
<p>پاکبازان را بمر رویاں نظر پنهان بود کاروان عاشقان بگذشت و کرد بر سخا ساقی مشبب خوشم گردان ز جام آرزو</p>	<p>۱۸۱ ابرو سے بید او خوں ناب جگر پنهان بود ره نور دان محبت را سفر پنهان بود گر چه در هر جرعه صد درد سر پنهان بود</p>
<p>خواه فیضی لب فرور بند و خواهی نالگون بند عشقم اگر پیدا گر پنهان بود</p>	
<p>کنایس مر بدست آئینه دارد برخ آئینه دارد در برابر مسلمانان فغان کان تا خداترس رفیض محتسب مجناد امروز</p>	<p>۱۸۲ که چو آئینه خود سینه دارد چرا آئینه بر آئینه دارد مسلمان است و در فل کینه دارد هوای مسجده آئینه دارد</p>
<p>مگو فیضی تپی دست است که آه کلیه دست که گنجینه دارد</p>	

<p>طرفے زراحت دو جہاں برہ بستہ آند خط و قابہ پال کبوتر بہ بستہ آند برآب خضر سید سکند بہ بستہ آند اقبال را بسلسلہ زر بہ بستہ آند</p>	<p>۱۸۳ آہنا کہ بر وجود عدم در بہ بستہ آند ہمت بلندار ویریں رہ کہ عاشقان از جہاں مترس تا بحیات ابد رسی بکشا طلسم کج کہ کار آگہاں بخت</p>
---	---

فیضی خموشی تو ہرین است تا جمیت
بانگے بزق کہ حلقہ میں در بہ بستہ آند

<p>۱۸۴ سرد رکند و پائے زبیر سے رود صبر بہ رہنہ پائے بشگیر سے رود لاہت بکار خانہ لقت دیر سے رود تا زہرہ جوان و دل ہیر سے رود</p>	<p>دیگر عت نام از کف تدبیر سے رود این ترکست از کلیت کہ از کشور و لم بالعبہ رو بکونے کہ از کونے دیر ہم چندان نگاہ سے کنداں ترک تند خو</p>
---	--

فیضی چہ ساحری تو ندانم باں نفس
کز نہند جاہ و نئے تو بہ کشمیر سے رود

<p>۱۸۵ بر نام عاشقان سبل خوں نوشتہ آند در سر نوشت ما بنگر چوں نوشتہ آند خطے کہ گرد مسافر گردوں نوشتہ آند زین گرد نامہ نام تو ہر دن نوشتہ آند</p>	<p>خوبال کہ خط بکاغذ گلگون نوشتہ آند اے نکتہ واں گر از قلم صنیع آگہی سے در پیالہ ریز کزین ام حکمت ایست خیز اے طرب چہ جانے طرب دل من</p>
--	---

فیضی فراق تا نہ عشاق خواندہ ایم
از عشق ماست کیں ہم مضمحل تو آند

<p>۱۸۶ اے دل تو عم بخور کہ ترا نرسد رسم خورد ترسم کہ پائے ناتہ بسنگ ترسم خورد قندیل کعبہ دانے اگر بر صنم خورد کیں کوچہ ایست تنگ قدم ترسم خورد</p>	<p>ز الپشتر کہ سلسلہ جہاں بہم خورد محل لغزم حسلہ دور بستہ ام ہت زیر خرقہ کردہ حرم سے کرم طواف بہنوں زراہ عشق ز من پیشتر گذشت</p>
---	--

فیضی بجاں رسید نازک ولی خویشت

ایں آئینہ کاش بسک ستم خود

<p>گناہ کعبہ بخت ک کلیسا بخشند نشسته ایم بدریوزہ تا جہا بخشند سر رفضل بر بند برهنه پا بخشند آگره زند و پس انگره کشا بخشند بجاک خاصیت سایه هما بخشند چو تاب کاه ربانی به کهر پا بخشند هزار گنج اجابت بیک عاج بخشند که کشته گان تو هم با تو خون ما بخشند</p>	<p>۱۸۷ بیارگاه قیامت که ما ب بخشند نشا و راه ارادت بروئے گرد آلود بجاک راه یکے شو که در ولایت عشق ز کار بسته نعم دل مخور که عشق گراں سر از زمین ادب بر مدار کامل نظر کجا من و دل اندوه کش فے چه کنم وے بصدق برادر که آرزو بخشال مکن تا مل اگر قصد خون ما داری</p>
---	---

به بزم شاه چو خوانند نظم قضی را
 سزود که گفت در عالم بیک ادا بخشند

<p>زخمه بر جال رساند تا خن بر دل زند آنکه از نامهربانی تیغ بر بسمل زند ناده یسے اگر ز انور آب در گل زند</p>	<p>۱۸۸ مطربے خواهم که سازش راه همه محل زند سادہ لوسے میں کہ بخواهم بجات از دم زند گریه سوادری لے عنون بے تدبیر پیست</p>
---	--

قضی مشب طلعت ساقیت بزم افروزا
 صبح کو ناستدہ بر اقبال بسند محل زند

<p>شردندال سخن جیا مگوئید من دیوانه را اینها مگوئید بگوئید اس حکایت یا مگوئید عزیزان سر که شتم و ا مگوئید</p>	<p>۱۸۹ حدیث عقل و دین ما مگوئید کجا عقل و کجا دین و کجا من مراد عشق بیواسطه کسے نیست بعد خوری که شتم کال سر کوے</p>
--	---

چو نم آن آهنی دل را ز شیبضی
 ز حال شیبسته نارا مگوئید

<p>۱۹۰ یا سر که ز شمشیر تو بر خاک شیبستد</p>	<p>کودل که ز تیغ تو در و چاک شیبستد</p>
---	---

<p>بید او گری سچو تو بے باک نسیفت کز ناله من خرسه در افلاک نسیفت گر نگرمت گل مست طر بن ک نسیفت</p>	<p>از نشستن با بیگناهاں پاک نداری پرگز ز عمت سینه خراشانه نسالم گلگشت چمن نیست کرا زهره برندی</p>
<p>فیضنی پئے خوابان دل و دیده فتاوی دیوانه و رش چوں تو باوراک نسیفت</p>	
<p>جال ناما سپید تیز دل نامر او باشد این اشک گرم روزگار ایستاد باشد اے وعده هائے ووشش شایه بیاو باشد بر عمر حرف خوابان گراعتما و باشد</p>	<p>در کشتور محبت غم سینه شاد باشد روز و دواع گفنی از پے بایت دیگر گفنی سخاوه از من کام دل که داری من بادل شکسته شهبار روز آرام</p>
<p>فیضنی مجوز طالع رنگ سفید ربوبی شهبائے عاشقان را کسے با داو باشد</p>	
<p>دل بر کرشمه هائے نو ناز آفرین نهند هر دم ز نسته قاعده بر زمین نهند اخگر بر زیر بستر خلوت نشین نهند</p>	<p>بیچاره عاشقے که ز کف عقل وین نهند داواز کرشمه که تباراج عاقبت ما از کجا و خواب سموری که یا و او</p>
<p>فیضنی اسیر سلسله محبت کز قریب زنجیر نسته بر دل شیران دین نهند</p>	
<p>که زبان تیز مشب دل من فکار دارد چه بلار سد ز سائے که خستین پیار دارد که یہ بقراری دل بدلم تشر دارد</p>	<p>دل من است شکایت ز جفائے یار دارد خطا جادوانه زال لب بنز از نسته سرد طیغم دل و بختیر ز خیال یار دارم</p>
<p>زبانے عشق فیضنی کجسے میر شکایت تو بر عشق کار داری تو عشق کار دارد</p>	
<p>سیر شیران دین در حلقه نترک خواهد شد آمنایا بیا و آرزو مانک خواهد شد</p>	<p>بزم صید اگر آن کافر بیباک خواهد شد کراستغنا و ناز این ست کال نامهربان</p>

سلامت نیست در کوشه محبت یاد من
که گر بویست بود اینجا گریبان چاک خواهد شد

مرزید آب ز زخم دوستان بزرگت فیضی
که این بدست تو من باتش پاک خواهد شد

عید آمد و بیکار نشستن که تواند
گل از سر دیوار چین کرده تماشا
۱۹۵ دیوانه و عاقل بره گلزار گرفتند
بروش سبوعیم در آغوش صراحی
بے گرمی بازار نشستن که تواند
رو در مس دیوار نشستن که تواند
در خانه گرفتار نشستن که تواند
امرو بسبکسار نشستن که تواند

مستانه بر دل آدم از صومعه فیضی
در پرده پندار نشستن که تواند

چو شد که چشمه شور شید ز روئینیزد
هزار غوط خاک را بخون زویم هموز
۱۹۶ اگر زمانه چسبیس تیغ بگذرد و نام
شیدیم خاک و لیکن بوسه توست ما
پدست برو که سر آسیم بجز بیکار دواں
فسانه خوانی مجنون من با دره عشق
قفا دکان ره عشق مجلته واند
ر صبح عیش نفسها سر و مخیزد
غبار زین صدف لاچورد مخیزد
که خضر را دل ازین آب خورد مخیزد
تکان شناخت کزین خاک مرد مخیزد
هزار عاشق دیوانه گرد مخیزد
چنین سستار با ماں نور مخیزد
ماکز خاک شهید تو گرد مخیزد

آفاق شناخت ترا غم فیضی انجاش
که فردفته در کوفین سستار مخیزد

کام ما با دیده تر کال چشم بود می کنند
کعبه را ویراں کنی اے عشق کا انجاش
۱۹۷ دوستان از کتولے وادم که خوابش کن
تیره منگره و آو من که دریا گوهر اں
دانه زین تر کال که پیش صیدل میکنند
که کعبه این نامگان راه منزل میکنند
با دوسه بنهند و برگردن حایل میکنند
شسته زین ابر با آتش مقابل میکنند

تربیت یعنی بنام این نشستن بیرون

بشید عشق در آسے ہوس گل مکنند

نقشہ در خواب کراں و آرزو سیدار بود
از صفت مژگان و جانب ستہ بازار بود
از نگاہم تا بخداش ہمہ گلزار بود
گر آوب خاموش میند عشق و گرفتار بود
کز نگاہش ہوس پائے نظر افکار بود
لب تشعل بوسہ گرم و زباں بیکار بود
آفتاب مستند گوئی بر سیر دیوار بود
تار زدن را نغمہ ناقوس در زناں بود

شب کہ چشم شمع اوست و نگہ ہشیار بود
در دیار مستی بہر جاں فروشان نگاہ
بسکہ کچھین شوق میرفت و گل افشان میزد
شوق ماشوق تینا باقت راز گوے
با دل بصیر میدیدم بسویش دیرتر
ماند بے اندازہ حرف آرزو در دل گرہ
بادہ گل رنگ کز سرخوش خم قدمے کشیدہ
بسکہ کیتانی طلب میدیدم این خندان را

باہمہ آتش زباںہما کہ دارد در سخن
در آوازے حال فیضی را نفس شہوار بود

بگدایان خرابات جہاں مے بخش
عصہ ملک کراں تا بکراں مے بخش
بج استقبال بدرویش نہاں مے بخش
تا تو اں شوق مرا آب قنول مے بخش

کام بخشے دریں بزم کہ جاں مے بخش
من گدائے در آخم کہ بہایت مے بخش
لب فرو بند ز فریاد کہ دست کمرش
بندہ ساقی عشقم کہ شمیم نفسش

عشق الجہاز نہایت کہ شستا قال را
بے زباں میکند و طعساں مے بخش

مستانہ سر و شکر میسر بر دیوار میزند
باو حسر گئے در گلزار میزند
آبے چشم ز گیس بہار میزند
آتش پیرو کعبہ بکیبار میزند
صوفی کہ بز میں سر و ستار میزند

صبح ہست لہوئے گل شدہ ہر شستا میزند
پایت نہ لبستہ اند بیاد ہوائے گل
گوئی بروئے آتش گل گرم شدہ کہ ابر
لے کن غلام مشربہ ساقی کہ ساغوش
بے نشا نشادہیں نو ہجارت نیست

فیضی ہر شستا نیکوں نیک ملک

چون آتشیں گلے کہ سراز خاد سینہ زد

<p>مرا ہوائے گلے در دماغ سے پیچید کہ غنچہ باز بدامن چراغ سے پیچید کہ خون بیدیدہ دسے در ایغ سے پیچید مرا نسیب آجیاں بہر داغ سے پیچید بساط عشرت نطع فراغ سے پیچید</p>	<p>۲۰۱ مسح کہ باد بہاری بیباغ سے پیچید مگر نسیم صبا آستین فشاں آمد بہار و عشرت در روزگار من رحمت کلام تازہ گل آتش بدل زلفت کہ پیا کسے کہ شور جنوں تو در سرش پیچید</p>
---	--

پینچ آیتہم در حرف بساوب فیضی
 کہ عنذیب تو بر بانگ زارغ پیچید

<p>۲۰۲ منت جال بر سر عالم نہاد داغ دیگر بر سر مہم نہاد لیک بنایش ہمہ بر سہم نہاد آئینہ در گوشہ من کم نہاد</p>	<p>قائل من تاشرہ بر سہم نہاد مہم داغ دل من دیدہ دوش عشق بر افراخت طہر سجانہ دیدہ گریبان مرا میں کہ عشق</p>
---	---

شد سر فیضی برہ دوست خاک
 پائے سر چرخ و عادل گرفتہ اند

<p>۲۰۳ ناکرہہ قطع بادوئہ سنزل گرفتہ اند شہباز راہ از پے بسیل گرفتہ اند زائل کشتگان کہ و این قائل گرفتہ اند</p>	<p>رندان گرم رو کہ روہ دل گرفتہ اند دل خون مکن چھید خوش کردہ خلقت دعویٰ خوں دست تباشند بروز شتر</p>
---	---

فیضی سنال از ستم چرخ کاہل فضل
 پائے سر چرخ و عادل گرفتہ اند

<p>۲۰۴ خوسے چار بنا گوش آفتاب چکد ترا شراب مرا خون جام خواب چکد بس قطبہ خونے کہ از کباب چکد</p>	<p>دوم صبح ز لعل تو چوں شرا چکد ترس ز ناخ سحر چوں ز خواب بر خیزی تو باوہ باو گراں غور کہ رلب بوشم</p>
--	---

کتاب عشق تو مہر کہ رقم کند فیضی

<p>پڑا نکستہ رنگیں ازاں کتاب جلد</p>	
<p>چو آں نکلے کہ در آتش ازو کلاب چکید کلاب شرم تو چون از گل عتاب چکید کجاست باوہ کہ خوابہ از کباب چکید کہ خون ز دامن شرکان شیخ و شاپ چکید مے بگوش من از کاسہ رباب چکید</p>	<p>عرق ازاں تن نازک در آفتاب چکید بر آتش دل من آب زد چہ از نیند کجاست شیشہ کہ از دیدہ ام سر شکست بر نگاہ او چہ بلا بود کس نے داند خواب لغتہ آل مطربم کہ از کف او</p>
<p>مگر تازگی طبع ز درستم فیضی کہ خامہ تر شد و از نوکب خامہ آب چکید</p>	
<p>کہ از پس وام صیادے ندارد کہ سووائے پر نیز اوے ندارد بنائے حسن بنیادے ندارد</p>	<p>جہاں طاؤس آزادے ندارد من آل را آدمی ہرگز ندانم مکن بنیاد بد خوئی کہ چندان</p>
<p>از اتم درویشا شاکر فیضی کہ او جز عشق استادے ندارد</p>	
<p>کہ دیدہ ام بہت شد سفید چوں کاغذ وگر نہ بے بسے عیبت لالہ کول کاغذ کہ خول بگریم وز نگین کم ز خون کاغذ نہ ہمدے کہ بروں آرد از دروں کاغذ ز بہر ارئی دلہائے نسیدگول کاغذ اگر ز برگ گلستان شعور و قزوں کاغذ</p>	<p>بر آرقاصہ شوق از لبسل بروں کاغذ خطے بخوان اسیران حبسہ آردوی فراق نامہ غم سے کوسیم آل بہتر نہ محرمے کہ پیامے مرا برد بدوں بنامہ دل نہ سازم کہ ہسیچ کم نکند حدیث بلبل و گل کے نوال تمام لاشت</p>
<p>بگفتہ سنیہ معنی در انجمن فیضی فصول گریست کہ وارد پڑا ز فصول کاغذ</p>	
<p>بہر سر گرمی من آتش پرودہ بسیار آب فرعون بدہ آتش نمرود بسیار</p>	<p>ساقیا گرم شود ساغر سے نہو بسیار ہمیت پست قدم چند ز بونم دارد</p>

<p>تاج اقبال مرا غسل نہا نہ دو بیار خبرے داری اگر از رہ مقصود بیار</p>	<p>دو مہم بادہ ام از ساغر زریں در وہ عاجی بادہ پیمپا ز کجائے آئی</p>
<p>فیضی این بزم شاطہ است لب لبوق از سخن زمر بہائے طرب آلود بیار</p>	
<p>از من ز تو تا ماہ فلک راہ برابر در راہ جو آیم بتو ناگاہ برابر کہ کم شو و گاہ فسون گاہ برابر صد کوہ دریں باد یہ با گاہ برابر رسوائے تو ام خواہ کم و خواہ برابر</p>	<p>اسے کو کبہ حسن تو با ماہ برابر خورشید من از عاشق خود روئے گویا بروئے پو روز تو شب زلفا بچولال در عشق میرس از شجر طور کہ آمد گفتی ز جنون تو و مجوں چہ گفت است</p>
<p>فیضی مرو از در سحر کہ نہا شد محمد غافل سے سحر بیک آہ برابر</p>	
<p>و سے بچائے دل ز تن نزدیک تر باتنت ازیر من نزدیک تر در سخن آری من نزدیک تر حرف عشق از سخن نزدیک تر</p>	<p>لے بل از جان من نزدیک تر ہشب آگل پرین نجا ہسم قوم ہر نفس جان تو م بخشہ اگر حال خود گوئم کہ میا شد بدل</p>
<p>فیضی از کوسے تو دور استا ہ اند در سفر از وطن نزدیک تر</p>	
<p>تیرنگہ لب بہت کہاں را نگا ہدار از دست برفت جہاں را نگا ہدار جاں واہ سے رفت نشان را نگا ہدار گو بہر غیر رطل گراں را نگا ہدار و سے دل تو تیراہ و فخال را نگا ہدار</p>	<p>اے بر سمنہ فت ز عیاں را نگا ہدار سلطان ملک دل تو لی امر زہد جہا در شہر گشتگان ترا با گو کاراست نامست بر عالم کہ سے انگند بجاک لے دیدہ اشک حسرت خوبان غم ہیز</p>
<p>فیضی چو شمع آتش دل دریاں منہ</p>	

<p>میر ہو دیاو زباں را نگا ہدار</p>	
<p>ساقیا خذ ما صفا دغ ما کدر پر صراحی چشمہ ہر ساقی خضر منکران عشق را سازد مفر شد از ان محبتوں لبالم مشتہر</p>	<p>بادہ در جوش است ورنال منتظر در سہرات مغال بگند کہ نیت بندہ ساقی شوم کہ یک شرج عشق نتوانست پوشیدن ز غیر</p>
<p>جام مے خواہی بگو فیضی مام ہمچو حافظ ایہا اتاتی ادر</p>	
<p>دل چشم باز ماندہ برو خندم حسرت چندیں متاع حسرت از خندم حسرت از سر چراغ محبتوں فرو خندم حسرت</p>	<p>ماز آفتاب رویاں واسو ختم آخر و کان آرزو را چیدیم بر سر ختم داغ جنوں بتارک رفتیم در بیاباں</p>
<p>فیضی ز عشق خواب جز سوز دل حاصل تا چند آہ و حسرت خود سو ختم حسرت</p>	
<p>جانے کہ شوق جلوہ نماید چہ جانے صبر از آسمان اگر گذرانی بنائے صبر جانے دگر دلے دگرست از لرزے صبر رنگے ندیدہ اند در آب ہوائے صبر صد ہلک اضطراب دسم زونائے صبر</p>	<p>بازم رسید عشق وز چارفت پائے صبر یک موج حسرت بر آب کند بجاک در عشق کہ صبور نہاشم ز من مرخ اے دیدہ خوں بیار کہ گلہائے آرزو کو صبر بے حجاب در آتا یک نگاہ</p>
<p>فیضی تو عاشقی بشکیبایت چہ کار ناشنائے عشق بود آشنائے صبر</p>	
<p>اب خضر ز دست میجا کشیدہ گیر با چو خنرال بگلشن عالم وزیدہ گیر اے آفتاب صبح قیامت دیدہ گیر خون ناپہاز دامن ترگاں چکیدہ گیر</p>	<p>اے فتنہ لب چشمہ حیواں رسید گیر چوں از بہار بوئے و فائے نمیرسد از ہمدی مرودہ دلان فسرہ دل چشم ہوس بدوز ز نظارہ تباں</p>

فیضی بہ بند دیدہ ز نقش و نگار دہم
ہر صورتے کہ خوش ترازان نیست دیدہ گیر

<p>۲۱۳ یاد جو دو کوہ کوہ غنیمت سبکسارم ہنوز دیگر اس بر خوردہ دمن تخنم مکیارم ہنوز جاں بلبے آید دوم بر نیغے ارم ہنوز ساقیا بیانیہ دیگر کہ ہمشیارم ہنوز</p>	<p>۲۱۳ پابراہ عشق سووم گرم رفتارم ہنوز عالم ہر شار و صل دمن ہاں غوناہ ریز میخووم صدر جنم نیش او مجال آہ نیست غمرہ در کار من کردی و گشتہ تم نیم کش</p>
---	---

گرچہ فیضی خواست غدر شکوہ آن ناکس
ریزہ الماس سے پار و زلفت ہم ہنوز

<p>۲۱۴ کشتہ عتقیم غسل باباب بیخ بس بلبل شوریدہ دارد آشتیاں از خاروں صید چوں از دست شد ہرگز نیاید بوس</p>	<p>۲۱۴ ماشیداں پاک دامان را نہ شوید بکس سن کہ در اغیار با شتم مرا معذور دار چوں دلم کردی اسیر خود از و غافل بہا</p>
--	---

فیضی از گرمی بازار حر لیاں بے تخیم
ز آنکہ سودا راست نماید عشق را با بالہوس

<p>۲۱۸ کہ بہت ریگ روانش ز ریزہ الماس ہزار قافہ عقل و کاروان قیاس کہ پائے عقل دیں راہ میکند آماس کہ غیر خستہ دیں رہے نہارویاں کہ میکشند سخت از تن خیال بیاس</p>	<p>۲۱۸ نشان راہ بیابان عشق ہاں بشناس زہے شکوفت بیاباں کہ پے کم است اورا کسے کہ سر کند این نشت غیر مجنون نیست کہ از ناز و محمل گرت ہوس سفر است پہ طرف بزم ایں رہ رہ ان قافلہ کش</p>
--	--

من و نگ دد ایں راہ پر خطر فیضی
اگرچہ زہرہ من آہستہ شود زہراس

<p>۲۱۹ ز بس گرانی دلہا ہنوادہ بردوشش کہ کوہ کیست مہا فاشو و فراموشش وہیں زنان کہ شہسختن کردہ ہوشش</p>	<p>۲۱۹ بطرہ میں شدہ ہمایہ بنا گوشش بوحہ لائے وفا کرد شاد منے ترسم اگر ما شناسہ ملائش مکنسید</p>
---	---

تراچہ ذوق زہول ناچ بکر فیضی
قدح قدح نکستی گرو من سر جوش

بغواب رفتہ نہ بینید چشم قتالش
۲۲۰ کہ زیر ہر مژہ باشد نگاہ نہیانش
ز فرق کردہ قسم رو بعالے گدزم
کہ کعبہ ذرہ ریگ است بیابانش

حدیث فیضی بیدل بچال کہ اہل نظر
ز خون دیدہ رسم کردہ اند دیوانش

حد کشید ز خونیز چشم فتالش
۲۲۱ چہیں کہ بر زودہ دامن سوارے گدزو
بشستر باز سر قتل عالے وارد
نشان گرم رول جسم چہ پرسی
فحال کہ رسم نیاروز تلخ کامی من
کہ کردہ اند سیہ تاب تیغ عمر گانش
چکوئے دستا سیران سدیدانش
مگر ہجوم قیامت کند پیمانہش
کہ غیر ریگ روال در بیابانش
فشوگرے کہ شکر ریزہ از نکلش

بشش تنگ تباہیاں ماست فیضی
باں رسید کہ دامن شود گریبانش

اشکو پر مائے ملائک شدہ پا اندازش
۲۲۲ بر سر تربت مانا دل و نہر یاد مکن
دار و از عاقل دیوانہ خود عموںہ دروغ
من دل خون شدہ از غیر نہاں مبدام
گرچہ این گریہ خونین لبش انداختہ ام
کے توای یافت بہر خاک نشین و برش
کشتہ آن نیست کہ بے شہود آوازش
نارینے کہ در آفاق نچرخد رازش
چکنہ وائے اگر دیدہ شود عنف ازش
عاشق آن نیست کہ بر روز بقیہ رازش

فیضی از مدین رخنا صفاں روا شد
کاش دوزخ و گردیدہ شاہد بازش

کشتہ آن ترک بدجویم کہ بے پروا دست
۲۲۳ ہرچہ خورشید قیامت وہ کہ عالمگ شد
ریختی خون من و برداشتی بازم ز خاک
صبر راتا بر نیاند جان شواید سلسلش
آتشیں روئے کہ مبدیدیم شرح مخلص
زندہ آن صید کہ بر فتر آن بند و فاش

<p>واٹے دریاے کہ آتش بودہ با سحاش گرم زقارے کہ آسایش بود و ز سرش</p>	<p>اول عشقت وے سوز دل بیایتم از جمال کعبه گر محروم ماندم دور نیست</p>
--	---

<p>حل نشد اسرار فیضی از نگاه گرم او نکتہ آن غمزه میخوام کشاید مشکش</p>	
--	--

<p>بہ بندور کہ میا و ابرو دل روو بولیش فدائے لاله خسار و سنبل مویش کہ نیست چیں چیں و گرہ در بارویش کہ چوں سپید شدہ از آفتاب آہویش بصد ہزار زباں ابروئے سخن گویش ز حشمت زخم بدال دور اوئے نیکویش</p>	<p>کلمے کہ خند بود رشک گلشن از رویش ۲۲۳ گدام گلشن و کو گلستان کہ صد فردوس بسازدہ لوجی آل ترک گرم خول بارم سیاہ چشمی بچہ شیداروئے من نگرید سیک زباں چو زباں چہم چہین کہ نختہ سرت نہ نسبت نقش ز حسن آفرین بصورت او</p>
---	--

<p>گجاست سحر نگارے کہ شعر شمع بی را نوئید از پے لغویہ دست و بازویش</p>	
--	--

<p>گر باد صبا بیدار سازد از شکر خواہش ۲۲۵ بشویم دست از سر دریا و گوہر آفتابش جہا بے ہم نیار و دستا بیرون سر ز گردش کہ در اوئے خون ہے پرتال بادہ تابش</p>	<p>چہین کا دورہ در خواب سحر گلگشت نیابش امید ماکنارے نیست پیدا بعد ازین سوام من و خواہی کسب محبت کہ چہ میدانم مرا تا کہ گذر افتاد در بزم قبح نوشتہ</p>
--	--

<p>قبول نظم فیضی ایقدر دائم کرد مجلس ز بہر گری بسنگامہ میخواستہ اجابش</p>	
---	--

<p>ہوس بیالہ کش و شوق آرزو ناقص ۲۲۶ عوام را بنود رہہ پیشگاہ خواص کہ چہن مشکوہ نباشد بچہرہ اخلاص</p>	<p>خوشا نشاید تہانی در بزم حاصل الخاص ز بزم عشرتہ ما داخل اند بوالہوس بہر چہا کہ دولت است کشد کوہ بصیر</p>
---	--

<p>خوبی از دل فیضی ندیدہ ایم طلسم کہ ہم گم بود و سہم خیر و ہم غم</p>	
--	--

<p>و زیائے بند عقل چون مجنوں شوم خلاص من زیں بلاعجب کہ باقوس شوم خلاص وہ چوں کغم کز میں دل پر خون شوم خلاص</p>	<p>کو نخت کز شکلیچہ گردوں شوم خلاص اے پندگو بعشق زافسانہ ام پر سود خوتا ہے چکاندم از دیدہ و بدم</p>
<p>قیضی من آن نیم کہ ز غمہائے دوکار از صوبت چنگ لغتہ فانیوں شوم خلاص</p>	
<p>حجاب ظلمت نورستیں سواد و بیاض ز فلسفی و خیال جواہر و عسراض کہ از مسیح نیاید علاج این امراض سر را بنود برگ رنگ بوئے ریاض</p>	<p>بہ بند دیدہ کہ در چشم عاشق تراص نظر بنقطہ دل کن کر ایچ نکشاید بدروائے محبت صبور باش و خیال سموم پرور عشقم ز بوستاں فارغ</p>
<p>بہ صحیفہ کہ دیدیم شعر فیضی را لوشتہ اند بفران او ہوا اللہیا من</p>	
<p>کعبہ را سجدہ باروئے تو فرض نیست چنانکذا عت ہندوئے تو فرض ہمہ برگردن بازوئے تو فرض</p>	<p>تقلد را روئے صفا سوئے تو فرض پرورد کعبہ مسلماناں را بگینہ رستخیزن خون کساں</p>
<p>سر طاعت بز میں فیضی را در لوائف حسرم کوئے تو فرض</p>	
<p>کرشتہ ز غم بر ماں بہرہ نشاط در سنگا رخ عشق قدم نہ باغخیاط پود قتر سپہر بفتد زار تباط وانا ز ساخت برگ قامت تریں باط</p>	<p>یار پہ پا کبازی زندان این بساط چندیں ہزار کاسہ سرورہ قدرہ شد برو در صفیہ اہل خود کہ عاقبت کاشا پت گناہے جہاں محل امید</p>
<p>فیضی تو پاک باز کہ از بازی قضا منصوبہ چشہ شیندہ دریں بساط</p>	
<p>نفر محبت ست کوششیں بسیار خط</p>	<p>۲۳۱ اے دل برآر شہر شوق و گذار خط</p>

<p>پہاڑ اہل شوق بیازوئے ہمت است من باوصال دست و آغوش ہم بایا و او ز نامہ بعین فارغ بے مزوہ وصال تسلی چه صورت است</p>	<p>بربال مرغ بست نیاید بکار خط برگردن وفا کند بندہ وار خط لے نامہ بزبار بسویم مسیار خط قاصد زیار اگر برساند ہزار خط</p>
--	---

قیصتی نظارہ کن کہ ز خون تابہر
تکلم کشیدہ برورق نو بہار خط

<p>گر تراش خط از گردوئے اوست غلط ز ستر حال لب او کسے شود آگاہ ہوا کہ جلوہ طاس داشت عنقا شد بنام او حی خود ساختم کارخواب</p>	<p>کہ نیست بزم مرا احتیاج کسبہ خط کہ بہر بند بود از رموز علم نقط درین خون کبوتر خو استیم ز کبط مرا دل تنواں یافتن بہیچ نقط</p>
---	--

لیاے گلک تو قیصتی بزم خسرو بند
پہاڑ تراہ چنگ است و لغتہ بر ربط

<p>چو روئے سادہ و نباشد ز جام بادہ چو حظ گرفتہ آنکھ لب سبیل جانے تر شد ز دل اگر نکشاید گرہ گل انداسے اگر از لب ساقی ہوس بکام رسد</p>	<p>زیادہ کہ توئی بروئے سادہ چو حظ اگر نمیکشی از دست حور زادہ چو حظ چو غنچہ صدگرہ ز تراکشہ چو حظ حرف را بقدر لب بلب سادہ چو حظ</p>
--	---

ہست و کن گل کہ نیایدت قیصتی
چو خاد بر سر راہ عین قنادہ چو خط

<p>لے دل از بیکبیراں چند کنی کام طبع وصل اگر میطلبی بال و پر از ہمت نوا باز جہت دل از انزل زلف و لایز خطا بزم زو دل ہم آلودہ زہر است مکن ہر کہ از بیکبیراں چشم خایت خارو</p>	<p>نواں بو چہیں بو الہوس خام طبع تا کے از دوست کنی نامہ پیغام طبع ہوائے مرغے کہ کند و اندازیں نام طبع نقل این نواں ہوس و ازین جام طبع نورین کند از دیدہ بادام طبع</p>
--	---

زاهد گوشه نشین گریه مستغنی بود دیدم آغاز ریاء دار و کج نام طمع

فیضی اندر در فلک ساز بختنا به علم جام عشرت من از گردش ایام طمع

روز بجزال ز آتش دل می نهم سینه داغ در بطریق اندر و صد خار در پایم شکست کج تنهایی بهشت است ای همه بگو گام اول پلئے وند بخیر باشد بچو من بسکه روزم شد سیاه در روزم نورم چراغ رو تو ای آسوده دل از من نیا کشت باغ تنگ می سازد دل مارا هوای باغ و راغ هر که را باد بهار عشق چسپد در داغ

از دل من گر توانی کرد فیضی بهت و چه سیایاں راه زان نغمه دهم سر راغ

ز به زیر لب صد هزار حرف مخزون لطف لب لعلت نمود جوهر حرف عجب که زنده دلمان از حیات بشمارند دور زره عمر که در عاشقی نگردد صرف اگر گذاخته گرد و خاک ز آتش آه بچشم مردم سسوده دل نماید بر رفت

گور سنگدلی بائے می کشان فیضی که همچو محاسب شکر شود بطیور

پاکبازان بر بساط عاشقی بستند صفت نیست جز در دیده دریا و دلال اشک نیا باهنرا لال جال بود از زنده در با زار عشق طفل شکم از زمین مرا کرد آشکار چشم من چو لاله اشکواں شد دره خوابان سفید زان میاں من مهره را را یکدل و او کیف این چنین گوهر نمی آید بر دل از هر طرف نقد عمر من که در سودائے خوابان شد لطف هاجت روانے عالم شد بد زین لطف تا نگردد از سبب پیغمبر است کردم بدت

بیت فیضی نام دیشخ و در استمده شهر عاشق در ندیم نظر بازم نکلفه در طرف

برکن دل از کتاب من چشم بر ورق کس از شکاف خانه کشاید در حضور تا چند در میان چو دیوار هر ورق از تیغ عشق پرده دل را مکروه شوق

<p>کج زلفه ترو که نه این ست راه حق نبود تیجه تو ز گرمی بحسب عرق تا خود ز نیم جان تو باقی ست یک مرق</p>	<p>هر سطر را گمان ره راست کرده پیوسته گرم جنگ چیدن نهدت لے دانم دل تو چشم پوشد ازین رستم</p>
<p>فیضی زین نگارش حرف لفظ میرس که هر که ساده لوح بود برده ام سبق</p>	
<p>ز بجزیر چرخ مسک لمانه جنون عشق از ذره ناسے ریگ بیابان فنون عشق از من میرس حال هون برین عشق کین خانه را مدار بود برستون عشق</p>	<p>کس نیست در جهان که نگوید بون عشق جنون شود برین که فزول تر نهاده اند دل غرق خون و لب بشکر خنده برقی ریز کوی نظر مبین که فلک ستون بیست</p>
<p>بس را چه اختیار که از دست آرزو فیضی ز بون دل شده دل شد بون عشق</p>	
<p>که گریبان فلک رکف در دامن خاک بر لب القام زهر بلاهل تریاک نه درین صید هم صید طرب در قراک در وطم شکوه جو اشک گرفته در خاک</p>	<p>سرم و لشکرش طبع و دل عریده ناک بر رخ سامع ام داغ ملامت زیور نه درین جلوه گهر رخس امل در جلال من پس کاسه خاکشک صفت از غل</p>
<p>فیضی از پیر منان فیض طلب کرده گردانده او ابد پاک بر د از ادراک</p>	
<p>مکرت نیز همچنان نازک بسکه آمد ترا ز با نازک که بود جوهرش چو جلال نازک که بود طبع ناتوان نازک دل همان سخت و او همان نازک بس که شد خوئے آل جوان نازک</p>	<p>لے قدرت نازک در میان نازک شود آرزو در سخن گفتن در بسم شود لب رجب پیش خست نئے کنم فسر یاد عمر باشد که عاشق او دیم تیز نتوان بسوئے او دین</p>

<p>اجلِ مکروہ ز فرمانِ غمزہ تو عدول موکلانِ قیامت ز کارِ خودِ معسول کہ جانِ خضر و مسیحائے گنہ قبول میانِ عاشق و معشوق غیر شوقِ رسول</p>	<p>زہے ز تیغِ نگاہتِ جہاں جہاں مقول چہ تہتہ تو کہ در دورِ غمزہ تو شدند و چشمِ روحِ فریب ترا چہ استغناست چہ تہتہ سیاح بنا مخرمانِ عشق کہ نیست</p>
--	---

کجاست رونے خلاصی ز دوستِ فیضی را
 کہ بستہ پائے دل او بطرہ مقبول

<p>فتنہ جویاں را جفا بائے تو دستورِ العمل عشوائیت بے عدل و غم با پست بدل ماکشئی ست این نباشد ہیچ و تہتہ ظل نسخہ بائے سامری چشم تو دار و در لغفل</p>	<p>لے ز جوانِ جفا جو در ستم کاری مثل بہ غارت کردن دین و دلِ ہوشِ مزد ہر زمانِ عشق تو بے نیر و بیغایے و لم چہیت جاوایے صنم چندیں چشمی مگر</p>
--	---

گرچہ فیضی از جہاں طومارِ ہستی دروشت
 حسبِ حالِ عشق بازل ماند و دیوانِ غزل

<p>دل ز جہاں رشک پر و جہاں از دل مرگ آسان جدائی مشکل دردِ دلِ باشی و از دلِ عناف وہ چہ شمع ہی کہ بسوزی محفل</p>	<p>آز فتنی بدل و جہاں منہر عشق و خواہ و ملامت جانکاہ جان من ہمہ ناوانی چہیت در گرفت آتشِ حسن تو بدن</p>
--	--

نیم جاں ماند ز خمِ فیضی را
 ماندہ از زندگی خویش حسب

<p>پرہ زنی غنمت این دل کا تہتہ روشن است این دل بگذار نہ آہن است این دل دیوانہ گنخن است این دل ہمشدار کہ دشمن است این دل</p>	<p>عمریت کہ رہ زنت این دل بر خاک دل مرا میفکند بر سنگ چہے زنی دل من گنخن چہ کند کہ آتشت عشق لے دوست ز دل مباش این</p>
---	---

فیضی حدیث ماز خراباتیاں بر پریں
کز مفلسی بسیکدہ دیوالاں فروختیم

زین دیر زندہ ہجو مسیحا بروں رویم
زین واسگاہ تہنہ چو عقابزل رویم
زین شہر بند آدم و حوا بروں رویم
ہم وقت رفتن از ہمہ تنہا بروں رویم

دقت است کز خزانہ دنیا بروں رویم
بر باد سدرہ باز فشانیم بال شوق
زندگیاں مردوزن بودایں تیرہ خاکدل
چوں آیدیم از ہمتہنسا دریں برباط

فیضی سلوک عشق محال است ازین قدم
کو قوتے کہ بے مدد پابروں رویم

مگر گلہ استوح از سر سو گیریم
پیالہ بر رخ گھٹائے تازہ رو گیریم
چو بلبلانِ حنین خوب رنگ و بو گیریم
رہ نشیم سحر از کلام سو گیریم

بیا کہ دامن ساقی مست خو گیریم
خدا کنیم ز تر دامن غلام رسناں
بگزر خال بنگاہے نسیم صبر ز دور
شیم مجلس ماسے رو و بہشت بہشت

بہار فیضی چو آمد بدور ما فیضی
بشتر تر ہمہ آفاق را فرد گیریم

بنا معرول سے یا ہم اجل بکار بیہیم
قیامت گو مشق قیام کہ من دیدار سے بیہیم
کہ دیگر خضر را از عمر خود بسینار سے بیہیم
کہ من دیدار ہیروں از درد دیوار سے بیہیم
کہ جن منصور آل حسرت را بردار سے بیہیم
ہند ز آں حسرت را در کار خود ہشیار سے بیہیم
کہ از ایماں گہ در رشتہ ثنوار سے بیہیم
قیامت را از تعیش لہر عی پازار سے بیہیم

ز ختم خواب بندش مستنہ را بیدار بیہیم
شہم محو نماشاں خوش گو جلوہ کتر کن
ز بیدارش چنان شد زندگانی طبع بر عالم
مدہ کو پروہ در لہجہ ہرگز در سہم بر ہم
مگر بر شان گھٹائے انا الحق نیز نہ بیل
سبوح خالی شد واقفہ دست از کار ساقی را
مرا در پیش آن بستہ جوارہ کہ در آب
ہاں سے در بگویش کہ شی بگلا سے بیہیم

ہند از نادانہ سہ سہی
کہ اندوہ ہنوں در سے آں جلوہ شہ بیہیم

<p>فارغ از بیم درد سر ماییم کالتش عشق را شرم ماییم مست پیمائے نظر ماییم محشر عشق را شرم ماییم تا دو کفستند را سپر ماییم</p>	<p>در کیمیں گاہ عشق باخته سر خرد منکر طلسم ہستی ما نیست مارا رہبرے بسا غرے گر چه داریم گنج تہنائی تیر باران عشق پر دل ماست</p>
---	--

<p>فیضی از جام عشق بے خیریم تا دریں اینجمن اگر ماییم</p>	
--	--

<p>۲۵۰ نیچ جانے از برائے نیم نازش داشتیم چشم قتل از غمزه عاشق نوازش داشتیم یر امید وعدہ دیدار بازش داشتیم دا ستا جہاں زبان سحر سازش داشتیم دل کہ عمرے شد بخلو نگاہ نازش داشتیم ورن من صد بار در راہ نیازش داشتیم</p>	<p>تصد من بے او اہل سیکر و بازش داشتیم بچرخ غافل کرد جانم بزد کف ورن من وقت جان دادن بستیم چشم تا فردا کے حشر از زباں بند ہی چشم او نگفتم پیش کس وہ چه داشتیم کہ رسوائے جہاں ساد و مرا گوہر دل نازکیناں راستے افتد قبول</p>
--	---

<p>دا شتم فیضی دل خود بسے تخیل قدس در بیان عشق باران سر فرازش داشتیم</p>	
--	--

<p>۲۵۱ بجائے گوشہ فقر اک دامنت گیرم کنارہ از نظر مر و مہ انگنت گیرم در آتش فتم و خود را برہمت گیرم</p>	<p>منازکرم کہ دنیال کو سنت گیرم ہزار بار یہ سسر کرم و نبود رہم بچرم عشق اگر سوئے دوزخم بسیرم</p>
--	--

<p>اگر تیر و دلال منفس شوی فیضی نظر ز آئینہ طبع بر رفت گیرم</p>	
---	--

<p>۲۵۲ سہر سالہ بابا و شاہ خود دارم بہرہ غیر از متاع گراں بیکسارم بمن سالہ کن کہ راست گھنارم</p>	<p>دکان عشق فرو چسبند کرم بازارم در است سینہ پراز گوہر محبت شاہ نہنایں دل و دین سپردیم بہ نیم نگاہ</p>
--	--

<p>ستاره سوخته آفتاب و مدارم اگر مضائقه دروین کسبم گنه گام گماں مبر که درین خانه نقش دیوارم</p>	<p>بما تباب خیالم محوالم که قدره صفت ترا که گوهر دل داده ام به نیم نگاه ز فرق تا لغت دم بمو بگوئی من محبت</p>
---	---

بو جواهر اخص در دم فیضی
که در او این همه سرمایه که من دارم

<p>۲۵۳ گل بر سرت گران بسبک کوه بر دم سیر تا پائے دیده ام و سر بسبر دم آغشته کرد عشق بخون جگر دم چهل آفتاب شعله زنده بر سحر دم</p>	<p>تو در بهار حسنی و صد خار در دم دل کا مجوس و دیده نظر باز چوں کنم بوئے جگر بی شوم از کباب دل شبه از بس که یاد تو دارم در ششم</p>
---	--

اسال بخیر دل فیضی ز دوست بر
عشق است که و آتش و درد گهر دم

<p>۲۵۷ آه ازین طالع که در دریائے آتش خنوم گرچه ما هرگز متلع خود گران غنیم کرد عشق او در اموش آنچه ما امر خنوم</p>	<p>کریا کریم و آتش باه اشتر خنوم بیم جان داویم و نگر خنوم مسائل چوں ساده آمد لوح ما از حرف</p>
---	--

بو فیضی پیش ما جان و دل صبر و حرد
عاقبت نارنج غم شد آنچه ما اندو خنوم

<p>۲۵۵ سیاره سوخته آفتاب رویا نم باین نم که بحال بد از نکویا نم بصد هزار لقب راه وصل پویا نم تو اسے بهار کرامت دگر پویا نم که چوں بدور تو من از تری سبویا نم</p>	<p>مهم که عیده اشتر ز گرم خویا نم ز نیکوای زسد غیر نیکوئی هرگز فهم بهر سر مو کرده ام بر او طلب فتاد و آتة تا دیدم بجانک نیاز بکن سیکه ساقی گو بهر پیر معناس</p>
--	---

بویا خانه خاموشی طو خنوم فیضی
بروسته آسیده و سخن نکویا نم

<p>صد شمع را در آتش پروانه خستیم آتش شمیم و ساغر و پیمانہ خستیم عمرے دماغ پر سر نہ خستیم ہمسایہا کنارہ کہ ما خانہ خستیم</p>	<p>ہر شب کہ در ہوائے توستانہ سوختیم زان بادۂ کہ داد مرا ساقی ازل این چشم باز ماندہ نشد گرم گرچہ ما مے خیر و از درونہ ما آہ خانہ سوز</p>
--	--

فیضی دے کہ گرم سخن شد زبان ما
 از حرف آشنا دل بیگانہ خستیم

<p>لشنتہ لب از ساحل دریائے عمان میرویم باز چوں دریا بصد فریاد و افغان میرویم روضتات نا دیدہ سوئے سیتان میرویم شربتے فرما کہ با تلخی حیران میرویم</p>	<p>دہ کہ محسوم از طواف کعبہ جان میرویم بر لب دریا بصد فریاد و افغان آیدیم یا رسول اللہ نجواں مارا بسو خود کہ ما چشمہ شیریں تو و ما شور نجات از تو دو</p>
---	---

فیضی از ظاہر پرستان ارادت مستقیم
 ما بطوف کوئے او از راہ پہنای میرویم

<p>چوں شمع گر بیائے گلہ سوز مسکنم چوں یاد آں خدنگ جگر دوز مسکنم خود را بدورئی تو بد آموز مسکنم من ترک عقل عافیت اندوز مسکنم</p>	<p>مے سوزم و پگری شبے روز مسکنم ہر موزیم بر تن من تیغ مے شود کردیر ویر مے نگویم برخت مر ج برمن ہر آنچه میرسد از عشق گو میرس</p>
--	--

فیضی جنیں کہ دود دم منزند علم
 خورشید را بہیں کہ کسیہ روز مسکنم

<p>سخن مختصر و در س مطول گویم از پریشانی زلف تو مفصل گویم خواہم از شوق کہ آن قصہ ز اول گویم غرض آنست کہ ہم تو نھل گویم</p>	<p>چوں سخن در دمن زلف مسلسل گویم شبے از روز قیامت طلبم افزوں تر چوں رسد قصہ شوق تو با خبر شب فصل ناھما چہ نہ ہن حرف نصیحت گوئی</p>
---	---

فیضی کو توجہ دو میں لہ جویم است

تا بکے نکتے توحید با حول گویم

وز ہمہ دور دورے گویم از ہوائے برہشت دل سرگویم در جہاں غیب با خود اور گویم بہکم عشق و محسوم در گویم	ماچو خورشید در جہاں فرگویم تا بخورشید عشق سرگرم گویم نیست جز ذوق عشق و لذت در نیست ما را سرے بصحبت کس
---	--

فیضی ایس آدو نالہ جاں سوز
گر نئے بود باچہ میگردیم

گر او بے باست ما بے ادبناشیم چاچوں سبزہ در صحراناشیم روا باشد کہ ما آغخاناشیم مگر آں دم کہ در دنیا ناشیم کہ ما باشیم و سر دایا ناشیم	بہار آمد چمن تہنا ناشیم سواد شہر دلہارا سیر کرد بہر جا ساقی گل چہرہ باشد ز دنیا کام بستائیم ہر دم تو لے پیاں شکن اشبہا باش
--	--

چو بازار نظر کرم است فیضی
ہماں بہتر کہ در سودا ناشیم

دیں نفس بقیار چو سیاب کشتہ ایم گلو ہوس بخشہ قصاب کشتہ ایم بس کا رواں فتنہ کہ در خواب کشتہ ایم خود را بہ تیغ مغزہ سپید کشتہ ایم	ما آتش و روز بہفت آب شستہ ایم وز دیو طبع پر شندہ جلا دادہ ایم مارہ روان متافلہ پرواز غفلتیم اعدا بخون ما کرے بستہ آند و ما
---	---

فیضی کہیائے قناعت بچج فقر
در بوتہ گداز زرناب کشتہ ایم

کو مومج کہ ماورہ سیلاب نشستیم سر چند درین دشت جگر ناب نشستیم در آتش تفتیدہ چو سیاب نشستیم	ساقی برہ میکہہ بیتاب نشستیم خنجر چکانید نغز بر جسگر ما دہیم کہ کسیہ و فاقم تمام است
---	---

گر دیر بر آیم ز گرواب مسیندیش
دیدیم که از کعبه بجائے نرسیدیم

کاغذ طلب گوهر نایاب شستیم
رو سوئے بت و پشت بجز آب شستیم

فیضی برہ دیر مغال خاک نشین بت
انکار کہ بر سندی داراب شستیم

افروز بختیتر از روز دیگرم
گو آفتاب نور میفشان محفلم
مردم نیم کلام جراحیست شوم کہ چرخ

بسیبہ پڑ آبلہ از سوز دیگرم
کاش نشین ز آنچه افروز دیگرم
مردم زند زندنگ جگروز دیگرم

فیضی ستلہ سوختہ همچون کجاست
از روز من پیرس کہ بدروز دیگرم

ماخیم جاں دران حم کیسوگد اخیتم
جاں ذرہ ذرہ بر سر کوشش باو رفت
بستیم محل ہوس او منزل مرا
پر دیم بار دل ز سر کوئے آرزو
بزدیم بیچ و تاب تمنایاں جاں
سامان چنین نہ داد و بھر کجا چنین و ہد

صد آرزو بہر شکن موگدا اخیتم
دل پارہ پارہ بود بہر سوگدا اخیتم
سیلاب دیدہ تاسہ ز او گدا اخیتم
شوقے لبہ ہزار نگا گوگدا اخیتم
صد گونه صبر در گرد او گدا اخیتم
کارے کہ بر امید تو ہن جوگدا اخیتم

فیضی حدیث مازنگاران بندم پیرس
کیس کار گاہ سخنہ کجا دو گدا اخیتم

خواہم لب ازین آہ جبکہ خوار بندم
گر گردش چشم این بود آنلسلہ مورا
آل روز کہ در خانہ من حبوہ کمانی
خول کریم ازین بخت کہ بر کن بگلستان

وز پارہ دل دیدہ بیدار بہ بندم
تا قوس بچبانم و ز تار بہ بندم
صد پروہ دل برورد دیوار بہ بندم
گلہ ستر تر بند و دامن خار بہ بندم

فیضی نہ منرو پیر من صومعہ در شوق
مردانہ مکر بہ کہ دریں کار بہ بندم

خواہم بغیر عشق شہارے دگر کہم لب نارسیدہ از لطف این ناله سوختم از کوسے عشق راہ بجائے نہیں سید	راہے دگر بگرم و کارے دگر کہم ۲۶۷ بدستی بگھر جنسار دگر کہم دیگر گذار راہ گذار دگر کہم
فیضی چو درو سر رسد از سابقان بزم خود را حریف بادہ گسارے دگر کہم	

باشیشہ بفرق دل بتاب شکستیم ہم کعبہ و ہم سیکدہ سنگ رہ ما بودا از ساحل مقصود نہ دیدیم نشانے	۲۶۸ الماس زہر بر قدم خواب شکستیم ز قندیم و صنم بر کمر خواب شکستیم صد گشتی اندیشہ بجواب شکستیم
تقدیر فیضی چو مرد ہر روانست ما قلب سیر بر سر قلاب شکستیم	

دوش بگاہ سر خوشی زلف تو باز یافتم ور دگر بجان من بر سر درو شد فرو خیزد کیت بادہ را کرم کن ایچواں کہ من نور خدائے در دم تافت ز طلعت تیاں طالع من نگر کہ چون در شب لطف لبر ل	۲۶۹ فتنہ روزگار راستہ دراز یا فتنم بس کہ طیب عشق را خستہ نوار یافتم ابلق صبح و شام را درنگ تو باز یافتم حقیقت از رہ عشق محباز یافتم گو ہر شب چراغ دل کم شد و باز یافتم
--	--

فیضی بینو اگر شد تکتہ سرے قدسیاں
ہر دوش از نئے ظلم ز فرہ ساز یافتم

بیتو اے ماہ چہ سازم چہ کہم بخت برگشتہ من از غیر طول دوست بستغنی و دشمن غالب آہ نادیدہ رخس گر رسد کنگر وصل بلبند ست بلند سفر عشق خطیر با دارد	۲۷۰ چہ کہم آہ چہ سازم چہ کہم چہر جا نگاہ چہ سازم چہ کہم وصل دلخواہ چہ سازم چہ کہم مرگ ناگاہ چہ سازم چہ کہم من دریں راہ چہ سازم چہ کہم دست کوتاہ چہ سازم چہ کہم
---	---

فیضی از سوختن من دلدار نیست آگاہ چه سازم چه کنم	<p>وگر ستیزه کند خون او چو آب خوریم ۲۷۱ مے ستیزه ز پیمانہ عت تاب خوریم که از کشاکش اسید تیج و تاب خوریم که از سفال فلک خون قتاب خوریم مگرے از کف نوشین لبانچ آب خوریم بیاده گیرد اگر از پیاله آب خوریم سفیدہ سحر و نور آفتاب خوریم</p>	<p>بر غم شخمه بیابا تا بهم شراب خوریم کلاب عشق بیفشان نجیب غیر که ما ز عشق سلسله مویاں نصیب با نیست فراق میکند اشب ستیزه صبح کجاست ز نیم تخم گذشت آنکه ما شراب خوریم سبوکشال همه بدست محنتب مارا دم صبح آفت مے اگر ماند رسد</p>
--	--	---

صلاح کار بود در نهاد ما فیضی اگر مے است که بریت ثواب خوریم		<p>بچون دل زباں شستم که نام عشق میگویم ۲۷۲ ز لگ درد مے آیم سلام عشق میگویم وگر آزاده ام خود را غلام عشق میگویم ز بزم شوق مے جو شمع جام عشق میگویم</p>	<p>کشیدم ناله یعنی پیام عشق میگویم رسیدم با خروش بخودی ادمن مے پرسی اگر دارسته ام خود را اسیر درد میدانم حریف عشق را جوش و خروش انمے مے پر</p>
---	--	---	--

بجملہ فیضی نکتہ سخن پرده رازم حدیث شوق میرا تم کلام عشق میگویم		<p>یاد بوس بدست سلیمان شمر و تقیم ۲۷۳ تا یوسف مرا و بحر ماں شمر و تقیم ما خون خود بر یک بریا باں شمر و تقیم گر نیم نظر داشتک بطوقاں شمر و تقیم بشس گراں ہمیں کہ از دل شمر و تقیم زخم مے لجنو عمر زمان شمر و تقیم</p>	<p>ما آرزوئے بخت بسطال فروختیم بستان لرزای مضر نندان برابر است اے را مبر چشمه سیر کاروان ما اے لوح رایگان مشوایجا که رسد دادیم نیم جال بدو عالم بوس زدست باشد گر که جوهر تقو مے شود پدید</p>
---	--	--	--

فیضی حدیث ماز خرابائیاں پر پریں
کز مفلسی بسیکہ دیواں فروختیم

<p>۲۴۴</p> <p>زین دیر زنبہ بھوجو مسیحا بروں رویم زین داسکاہ تہ نہ چو عقابزل رویم زین شہر بند آدم و حوا بروں رویم ہم وقت رفتن از ہمتنا بروں رویم</p>	<p>ہقت است کز خزانہ دنیا بروں رویم بر بادِ سدرہ یاز فشا نیم بال شوق زندانِ مردوزن بود این تیرہ خاکدل چوں آیدیم از ہمتنا دریں رباط</p>
---	---

فیضی سلوک عشق بحال است ازین قدم
کو تو ستے کہ بے مدد پا بروں رویم

<p>۲۴۵</p> <p>مگر گاہِ شوح از سر سو گیریم پیالہ بر رخ گھماٹے تازہ رو گیریم چو بلبلانِ خمین خوب رنگ و بو گیریم رہ نسیم سحر از کلام سو گیریم</p>	<p>سیاکہ دامن ساقی شست خو گیریم خدا نسیم ز تر داسی غلامِ رحمتاں با گھر خال بیتکا ہے نسیم صبر ز دور شیم مجلسِ ماسے رو و بہشت بہشت</p>
--	--

بہارِ فیضی جو آمد بدویر ما غنیضی
بشتر تر ہمہ آفاق را خرد گیریم

<p>۲۴۶</p> <p>ہذا سوال ہے یا ہم اجل بکار ہے ہم قیامت کو مشیتا ہم کہ من دیدار ہے ہم کہ دیدارِ خضر را از علم خود بسینار ہے ہم کہ من دیدارِ پروں از درد دیوار ہے ہم کہ چون غصہ و آں حسرت را بردار ہے ہم بہذا آن حسرت را در کار خود پیشار ہے ہم کہ از ایماں گرہ در رشتہ توتار ہے ہم قیامت را از تفتیشِ لہری پار ہے ہم</p>	<p>ز ختمِ خواب بندش مستندہ را بیدار ہے ہم شدم محو نما شامہ بخش کہ جلوہ کتر کن ز پیدائشِ چنان شد نہ گمانی تلخ بر عالم دہ نو پر وہ در کعبہ ہرگز نہ رسم ہم ماگر شمشک گلہاں آنگاہی میندیش سبوحالی شد واقف و دست از کار ساقی را مرا پریشاں ہے ہر گز کہ ان کہہ روا ہے ہم لاستہ و کجیوں را کئی ہلاستہ یا ہم</p>
---	--

خدا را نہ سہ سہ فیضی جوان مساس
کہ از خود ہواں دہے تازان کد ہار ہے ہم

<p>فراق را بخیاں خست وصال کنم جنوں نگر کہ چه اندیشہ مجال کنم کہ از تو نیم شکر خستہ سوال کنم کہ خیزم از لحد و بچودان حال کنم</p>	<p>۲۴۷</p>	<p>ز بس کہ جلوہ حسن ترا خیال کنم ز قید سلسلہ مویاں خلاصیم ہوس است لے چو تنگ شکر در جواب من بختائے یکے کر شہ کنناں سوئے تری تم بخرام</p>
---	------------	---

چو فیضی از ستمت القدر رضا دارم
کہ گر تو تیغ زنی از خدا خیال کنم

<p>اوراق تہو بچم فلک جدول بجدول دیدم تفسیر ہستی کردہ ام آیات منزل دیدم پایہ پایہ گشتہ ام علیہ اسفل دیدم اول در آتر خواندہ ام آخر در اول دیدم آئینہ روشن دلم کہ عشق صیقل دیدم</p>	<p>۲۴۸</p>	<p>من فقر کون و مکال یکیک مفصل دیدم لوح ازل کجشاوہ ام سرا بد است دیدم نقش مویاں لے لے ام تکمیل صورت دیدم در پیشم ہار ف از ازل فرقتے نباشد تا ابر زنگار ہستی کے بود در گوہر والاے من</p>
--	------------	---

فیضی بلج ہستی بر عقل خط در کش کن
در کار گاہ عاشقی دانش معطل دیدم

<p>در زلف تو دل شکستہ بودم یرخاستہ و نشستہ بودم در بر رخ غیر بستہ بودم صدرہ چو شترہ بستہ بودم در قید زمانہ بستہ بودم</p>	<p>۲۴۹</p>	<p>دوش از مرہ تو خستہ بودم چول ذرہ در اضطراب صد بار بر چاک دلم بود ہر دم مے سوخت دل من من از شوق دل در حسرت زلف دوست</p>
--	------------	--

از داغ فراق بچو فیضی
دل سوختہ سینہ خستہ بودم

<p>یک عقدہ بجز آبلہ پا نکشد دیم چشم ہوس از ہر تہا نکشد دیم بر غفلت در حشوق و مدار نکشد دیم</p>	<p>۲۵۰</p>	<p>در عشق بجز زاہد تہا نکشد دیم از عضا آئید نظر بستہ گذشتیم ابنائے زمان و تابل میوند نمودند</p>
--	------------	---

فیضی زازل دست او لبثه عشقیم
یعنی کمرش پد رعنا نکشودیم

پری گذاشتم و عاشق درشته شدم
که حرف خوان در قمانے ناوشته شدم
ازین عمت که بار بیکتر زرشته شدم
که در زمین سیاہ و فراق کشته شدم

چون بیاکدلی درازل سرشته شدم
نظر بساوه رخاں سیکتم بیدہ پاک
بسوزن تره چاک و ط بندوخت فتنے
من آن درخت بلا نیز فتنه پرورم

مدار چشم خلاصی ز قید غم فیضی
چو مبتلائے بنان جفا سرشته شدم

زین سنگ لاح سر سہا سست بریم
خول میجویم و نام گرامت نے بریم
محل بشهر سبہ اقامت نے بریم
جز حسرت نے ازال قدو قامت نے بریم

مارہ برہل ز کوہ طامت نے بریم
فکوناشت گرہ عشق برانیم قطره خول
صحر انور و عالم عشقیم زین سفر
اسے شاخ گل تو بزخوری از عمر گرہ ما

فیضی زرنیم جان کہ فتانیم در شش
شرمنده ایم و نام نہ امت نے بریم

در خون پرواز ووش اورا در آغوش آویم
از شہیدان تو خون خفته در جوش آویم
تا بجائے سر بسوئے باوہ دروش آویم
عقل را ز دور سیاغ حلقہ در گوش آویم
پارسیایاں را بسوئے دیر مدہوش آویم

کو چنان شہسے کہ بزیم عشق در جوش آویم
گر پس از مرگم بگورستان مشتاقان نہند
من جہاں زندم کہ در ہرستان سر باقم
سیر کشیدہ است کند با من اگر دستم دید
باخوش بچودی گر بگذرم از خالق آہ

فیضیم آخوہ دیو اگی خواہم گرفت
چند روز دل عقل مصلحت گوش آویم

رخس از سخن دانستم
من ازال چشم زدن دانستم

یاد زنجبیدہ زدن دانستم
زیر چشمے کہ مرا خواہد کشت

<p>ماند آل رسیم کهن دانستم خنده شد برق فکن دانستم</p>	<p>شد لوی آموخت به بابو الهوسال خرین شوم مرا از دو طرف</p>
<p>گفت از تو گله دارد قبیضی گفت خاموش که من دانستم</p>	
<p>تو خوری باده و من مست شوم که بیک جلوه او پست شوم خسته نادک آل شست شوم که به سلسله پیوست شوم من اگر نیست دگرست شوم</p>	<p>۲۸۵ لے خوش آل بزم که از دست شوم خیز و گلگون سے آور بسیار چہ کما نھائے بلبند است ترا من که دیوانہ زنجبیر توام عشق از سوہ و زیاں مستغنی ست</p>
<p>ساعداوست بدستم قبیضی آل مبادا کہ تہی وست شوم</p>	
<p>ہمد ترسند از اغیار من از یارے ترسم کہ من دیوانہ ام از سایہ دیوارے ترسم ازیں بیطاعتی سے ترسم و بسیارے ترسم و سے از دستہ آل غمزه خونخوارے ترسم ازاں عیارے لرزم و زان طارے ترسم رفیقان خندہ بر من کہ از بیارے ترسم</p>	<p>۲۸۶ مسلماناں ز خوئے نازک لدرتے ترسم بر بے ہمتیش ہائے ہمتا ہم بکوائے او مبادا از اضطراب من رہد بواشنائے دلہم جمعست از مردم فرہم ہائے ابرویش ندانم چوں بر آید کار من باز لطف چشم او ندانم ز ہرہ دیدن بسوئے ناتوان حشیش</p>
<p>خدا را طاعت نہ بردہائے سر و من مزن قبیضی کہ من ہشت خصم از آہ آتشبار ترسم</p>	
<p>در سیل قرباں با شدت از غمہ قتل عالم کن گر بشنوی غیر از عاصد رہم آرم کن بخرام و از تیغ نگوید قتل در ہر کام کن</p>	<p>۲۸۷ عید است عالم را در گراز جلوہ آرام کن با چشم کافر دل گذر نصف نشینان حرم و ز شید رو من بگداز بسوئے عید گاہ</p>
<p>عید قبیضی تاب کے چھتا پغم در کشی</p>	

<p>از روز در بزم طرب بشین و سے در عالم کن</p>	<p>سیر انداخته تیغ تو ناوک فگنساں سیرین گشته کفن در بر گل سیریناں چو غم از حلقه فردوس باین بے کفناں نقش ثبت مجونہ گرد زول بریناں</p>	<p>۲۸۸ اے بخول غمہ تیغ نکتہ عمرہ زناں نازم آل تنگ قبارا کہ ز رشک قداو آرمیدند شہیدان تو بر ستر خاک پسند گو منع من از عشق گویاں چہ گنی</p>
<p>بعد ایں شب ہم شب فیضی و زہر آشا نوش جاں باد سے تلخ بشیرین و مناں</p>	<p>بر باد و جلال قدرت صبر بلا فرسود من جز ذوق مردن گردو از زندگی مقصود من ترسم کہ طاق دولتت گرد سیا از دود من</p>	<p>۲۸۹ اے زگت باز چو از نجات خواب بود من یارب حیات جاوداں بعد از اجل بود من سلطان بیدرواں دگر آتش من در تیم</p>
<p>۱۶ اگر دوں سعادت سے برد از طالع مسو من</p>	<p>۲۹۰ اے عقل مرا گذار با من فرقی نگذاشت از تو تا من بیگانه توئی و آشنا من عمرت طلبم بصدد و حامن غیرت طلبم تو باش با من</p>	<p>گشتم چو عشق مبتلا من من از تو جدا نیم کہ عشقت بیگانه و آشنا کہ داغ زارم کبشتی بصدد جفا تو اے شیخ کم از تو نیست سوخ</p>
<p>۱۷ گل سیریناں چاک دامن</p>	<p>۲۹۱ مگر گذاخته شد از لطف درون جگر من بیا دیده و نشین چو نور در نظر من بغیر جاں کہ بر آید کہ سے برد خبر من چہ زہر بود کہ آینه نجات در شکر من</p>	<p>چہیں کہ اشک جگر گوی فرود چشم تر من تو ناز کی توانی نشست در دل من غریب و بسیم افتاده از سر کوشش تلخ عیش من در زمانہ نیست حرسی لطف</p>

نئے شوذیتیاں نرم دل زگریہ فیضی
در بلخ سنگدلاں غافل انداز گہر من

غم اگر اینست سرگز شاد نتوان زسیتن
۲۹۲ دره مند یہاںست فریاد نتوان زسیتن
در چنین معمرہ سہ یاد نتوان زسیتن
کار دل ہر گہ بجال افتاد نتوان زسیتن
تسخ کام از ہجر چوں فریاد نتوان زسیتن

وہ کہ از غمہائے عشق آزاد نتوان زسیتن
گر بنالم گاہ و بیگہ برورت محذور وار
شہر بر خوبان و خوبان در پے عاشق کوشی
نالہ جا لنگاہ میخیزد ز دل وہ چوں کرم
خسر و عشقم اگر شیریں بدم دارد چو پاک

کاشکے بیان عمر تو فیضی پر نشند
کاشدیں دیر خواب آباد نتوان زسیتن

گر آہ کشم ندانی از من
۲۹۳ باغ از تو باغبانی از من
رخسیدن اگر توانی از من
گر بود ترا گرانی از من
اسے غم تو جہانمانی از من

اسے سوختہ دل ہنمانی از من
خوش خوش ز بہارِ عشرت بر خور
صدرہ تو بہانہ جو بر کجی
رفتم پر سزار کوہ حسرت
تہنمانی راہ بد بلائے ست

اسے بردہ بسیار نامہ غیر
رنگیں سخنسناں نشانی از من

صدیدے کہ نامہ سناختہ سلسلش مکن
۲۹۴ اسے بو الہوس بیدہ سوس غفلش مکن
رہ دور سے شوذہ سوز آہ سوزش مکن
کوہر خچیدہ آوازہ سا غفلش مکن

ہر کس کہ داد دل بتو خون دلش مکن
در بزم اوز کا نہ سرتے کشد سے
اسے رو تو رہ باو یہ کعبہ افسید
گردا یہ فتنہ است دریں بگرد و خون

فیضی جنہیں کہ جرمہ لکش مجلس نوشہ
عقل از سرش رہا، ز خود غافلش مکن

زہرے طرہ ات بزم مشعلیں شمس اللال (۲۹۵) بسرو تو بویہ نازکے خسیالان

پرستی نامی حال اشفته حالان پیرانه سالی غم خورد سالان چه داند که چون ست مجنون نالان	بغیر از اسیران زلفت که داند بچشم عزیزان مرا خوار دارد بباغ تکب و در گوش سبلی جویر شد
--	--

بتان گرم قص اند بر شعر فیضی
 ز به جادو آموز جادو خیالان

بچشم باغبانان خار بشکن ز بدستی درو دیوار بشکن دلم را بشکن و بسیار بشکن	بیاو رونق بازار بشکن قدح نشان از پیش کعبه بگذر اگر خواهی شکست عالی را
--	---

ببار آمد سیاه فیضی حسین را
 بنوک خامه رنگ کار بشکن

شطرنج غائبانه بدلدار باضتن نقد حیات در سر این کار باضتن صد خانماں بهر سر بازار باضتن گنجینه دو کون سبک باضتن	شترتست جان بیادوخ یار باضتن کار بست عشق بر سرم افتاده توان سود آیمان عشق تو دارند آرزو منصوبه بگاست که خواهم درین بساط
---	---

فیضی حرف شعبده باز کرده
 شترت با حریف تو همیشه باضتن

نانخه که میتوانی بشند کن رشته جانم باو پیوند کن جانب عاشق نگارم چند کن یک نگارم آشنانامند کن	مطرب از ساز ترم خوردند کن گرفت لون تو تارم بگسلد ترک من شکر از چشمم سیاه گر چه سید غم بخوردی آشنانا
---	--

چون فیضی نقش رسوائی نشست
 پند گو بر خیز و ترک میشد کن

از شرم تو طوادس کشد پائے به مالان	مستانه قدم ز بگل و لاله حسرا مالان
-----------------------------------	------------------------------------

ہم میل و دیں خواہ ہم سب و سائل اے بادہ گوارا لب سوختہ کا مال	یائیم و تہیدستی کوین کہ عشقت خواب گہمے شود مشب بگل و نیم
---	---

توازدلی ما کام طلب باش رفیضی کام دو جہاں یافت ز نایافتہ کا مال	
---	--

۳۰۰ حریفان را بے مایا بویے بخر گرداں حریفان سخن گزیدہ در خون جگر گرداں سرم بشکن بجام و فارغم زین دوسر گرداں	بیاساتی و مجلس را و ماغ شوق تر گرداں بگرداں ساغرمے با من دیوانہ در مجلس بدرد سر خارم میکشد بر خیز مستانہ
--	--

چہستی نخل را و حجاز از شہر خود فیضی بگردو کارواں کعبہ را از راہ برگرداں	
--	--

۳۰۱ مرا چاہتے کہ برب میرسد از راہ برگرداں سرت کردم مرا برگرداں دیوار و در گرداں عنان با و پا دیگر ازیں راہ خطر گرداں پئے نظارہ ہر سو بر تہم چشم و گر گرداں	ہمہ مشب کردمے مشب دل از غم سفر گرداں نثار و تاب گرمی سفر گلبرگ رخسارت ز گردو رہ چو در دولت سرتے خود فروداں مرا بایں و چشم از دیدنش سیری نشد حاصل
--	---

اگر در کام فیضی شربت وصل نے ریزی پینچامے وہاں آرزو پس پریشک گرداں	
--	--

۳۰۲ وز لالہ کوں پیادہ دم داغ داغ کن گل در شراب افکن و سے در ایام کن فردوس را ازیں خبر تازہ داغ کن	سانی بیک دو جو رہ مرا تر داغ کن عہد بہار و عہد جوانی غنیمت است ہمان است حوروشے مشب لبینم
--	--

فیضی چہ شد کہ از دل کم کشتہ فارغی ہاں جستجوئے ایں گہر شت چراغ کن	
---	--

۳۰۳ مست شراب مست جوانی دست حسن بنشین چو بادشاہ بصد نشست حسن چوں غمزدت بختہ خندے در نشست حسن	امرو غنیمت بچو تو بسنے ز دست حسن سے زیدت در سخن دلبر ال حسری تا دلبر ال گمان ستم کردہ اند زہ
--	--

<p>ہم بیدل ہو دیں خواہ ہم سیر و سماں اے بادہ گوارا لبِ سوختہ کا مال</p>	<p>یہ ہم و تہید سنی کو میں کہ عشقت خوابِ گرہے شود مشب بگلویم</p>
<p>تو از دلِ ما کام طلب باش ز فیضی کام دو جہاں یافت ز نایافتہ کا مال</p>	
<p>۳۰۰ حرفیاں را کھے مارا ہوئے بخر گرداں حریفِ سخن گرویدہ در خون جگر گرداں سرم بشکن بجام و فارغم زین دوسر گرداں</p>	<p>بیاساتی و مجلس را و داغ شوق تر گرداں بگرداں ساغرے باسین دیوانہ در مجلس بدرد سر خرام میکشد بر خیز مستانہ</p>
<p>چہستی محل را و حجاز از شہر خود فیضی بگردو کارواں کعبہ را از راہ برگرداں</p>	
<p>مرا جانے کہ بلب میر سدا راہ برگرداں سرت کردم مرا برگرداں دیوار و در گرداں عنان باو پایگر ازیں راہ خطر گرداں پے نظارہ ہر سو بر تہم چشم و گر گرداں</p>	<p>۳۰۱ ہم شب کردے مشب دل از غم سفر گرداں نداند تاب گرمی سفر گلبرگ رخسارت ز گردو رہ چو در دولت برائے خو فرود آئی مرا با ایں و چشم از دیدنش سیری نشاں</p>
<p>اگر در کام فیضی شربت وصل نے ریزی پہنچاے وہاں آرزو پس پششگر گرداں</p>	
<p>۳۰۲ وز لالہ کوں پیالہ دم داغ داغ کن گل در شراب با نکلن سے در ایام کن فردوس را ازیں خبر تازہ داغ کن</p>	<p>سانی بیک دو جہاں را از داغ کن عہد بہار و عہد جوانی غنیمت است ہمان ماست خوروشے مشب لب نسیم</p>
<p>فیضی چہ شد کہ از دل کم کشتہ فارغی ہاں سچوئے ایں گہر شش جہاں کن</p>	
<p>۳۰۳ سست شراب مست جوانی دست حسن بنشین چو بادشاہ بعد شست حسن چوں عمرہ ات بختہ خدنگے رشت حسن</p>	<p>اہر و نیست بچو تو مست ز دست حسن سے زیدت در سخن دلبر اسری آہاں گمان ستم کردہ اندازہ</p>

<p>تا شاخ گل زد دست تو باید شکست حسن از خود پرست صومعه نابت پرست حسن</p>	<p>بگذر بیباغ جلوہ کنان سرو ناز من فرق است در پریش باد امام شہر</p>
<p>فیضی قنادہ قد شوخیت کر غرور خورشید را بہ جلوہ کند زبردست حسن</p>	
<p>کہ از تنگی نمی آید برون حرف از زبان او کہ جز تیر قضا نہاود ہر روزہ کسان او کہ کار صد تواناں کرد چشم ناتوان او کہ موئے گشم از اندیشہ موئے میان او</p>	<p>چنان تنگ است از شیر لسان تنگ زبان او بزرگ قاور انداز می آں ابرو کمان نام نگاہش بر زمین افکند خلقے را پست این تصور چوں توانم کرد حسن او ز سر تا پا</p>
<p>بگفتا با نام گر اسبل گرد رمضان او بگفتا با نام گر اسبل گرد رمضان او</p>	
<p>نہود راہ جدائی میان من و تو میان اہل محبت نشان من و تو بیادگار بماند نشان من و تو کہ فتنہ خیز تر آمد زمانہ من و تو یہ بزم عشق خوشتر است از زمانہ من و تو</p>	<p>خوش آن زمان کہ یکے بود خانہ من و تو تو بیخ برکت و من جاں بکف نہ نشان اگر دوائے من و بیوفایت این است حدیث لیلی و مجنون شنیدہ بیگویم دلان و تو بہم زار زار میان لیم</p>
<p>جواب این غزل تازہ ام بگو فیضی ہمیں بود حسب دل شاعرانہ من و تو</p>	
<p>آوارہ عالم شدہ ام از سبب تو دانم نہ بوجہ پیدا شور و شعوب تو در ماندہ ام لے شوخ زخوئے عجب تو اے روز سیر دیدہ بنیاد شہب تو</p>	<p>من در طلب دل شدہ دل در طلب تو اے تاقہ دولت سوختہ بر نالہ محبت تو لے تروہ مرا خواہی سے زندہ گذاری شد تیرہ جہاں در نظر م روز حسب رانی</p>
<p>صد بنا در پیش صد آشوب در دنبال او اے اہل وقت است اگر آئی با استقبال او</p>	<p>شہسوار عشق آمد لے سرم پایال او مثل عمرم بہ ملک سیتی نزدیک شد</p>

<p>جز سیاهی دیده ام رنگِ دگر از خال او پائے یسلی ہم زنجیر است از خال او</p>	<p>اینکہ از خالِ خوشِ داغِ دل من تازه شد نے ہمیں مجھوں سپا افگند زنجیرِ جوں</p>
<p>لے ملک در خاک از فیضی ہم برسی کریت خیر حرفِ نوحطال در نامہ اعمال او</p>	
<p>شرابِ زعمِ اکبر شامِ ہم چراغِ غمے دہیں گمراہِ ہم نجاتِ دل ازیں جانتا ہم</p>	<p>بیاساتی ز خود آگاہِ ہم دلِ م تار یک و من سرگشته در خود خود جانِ مرا سے کا ہزار غم</p>
<p>تسوں عشقِ فیضی بس درازست ازیں دستاں زباں کو تا ہم</p>	
<p>آہینہ و حدیم دست بدست آمدہ باوہ نہ پیوہدہ ایم ہرگز دست آمدہ مانہ دہیں محلبیم ہر نشست آمدہ روکہ در الوانِ عشقِ عقل تو بست آمدہ</p>	<p>ما بدل سادہ ایم حسن پرست آمدہ حامییا لوہہ ایم از سے و بخود شدہ خیز کہ در زعمِ شوقِ پائے بکوی ہم دست اسے کہ بمعراجِ عقل آمدہ سر بند</p>
<p>مستمان خود پرست بر مہمان بت پرست فیضی ما زان میاں بادہ پرست آمدہ</p>	
<p>حلقہ گوش ترا حلقہ بگوشند ہم نگر خالِ روئے خود از شمع نوشند ہم جز بخونیزی احساب نکوشند ہم کہ اگر خون تو با بند نبوشند ہم</p>	<p>گرچہ ہند و پسران جلوہ فروشند ہم گر تو زینگو نہ بانی بہ جس صندل سراج نور بیان ہم محبوب جہانند و لے اسے دل سادہ طلبگار گروہے شدہ</p>
<p>فیضی از عشقِ سخنگو کہ شکر گفتار تا سخن گوش کنند از تو خوشند ہم</p>	
<p>شمع لرزاں بود از پردن پروانہ آشنائی نتوان کرد بہر میگانہ</p>	<p>آں پری روست گریزاں زین دیوانہ صبر و آرام کجا گرد دل من گردد</p>

شیشہ حرق اڑال ماندوریں بزم تہی	کہے عشق گنجبد دریں پیمانہ
درہ عشق زلیخا نہ کم از مجتول است	اسے بسازن کہ نہد گام وقام روانہ

فیضی از شورش طوفان عم آوازہ میباش	قطرہ بے تلخی وریا نہ شود دروانہ
-----------------------------------	---------------------------------

اشتب ورامد از درمن ماہ پارہ	درخانہ ام قناد درخشاں ستارہ
ہیہات ایں فروغ بہاہ و ستارہ نیت	سر برزو آفتاب مگر از کتارہ
رخشنده گوہرے ست زمرتا قدم چو عیب	درگوش او اگر نبود گو شوارہ
نخل شد و لہم چو برزہ از ساعدتیں	بیکر و گشتگان ستم را کنارہ

فیضی چو چارہ ساز تو اشب بکشت یار	دیگر بغیر صبر ترا نیست چارہ
----------------------------------	-----------------------------

درد آتش زدن از جان من آموختہ	کرمی از آتش پیمان من آموختہ
کار بر ہم زنی و عالی اشعتہ کنی	گویی از بخت پریشان من آموختہ
بے تواسے غم درال باطرب آموختہ اند	بسکہ با کلبہ حسن ان من آموختہ

فیضی ایں طرز دل آویز کہاری سخن	مگر از شوخ سخندان من آموختہ
--------------------------------	-----------------------------

بیاسانی و جام سے بکفت نہ	ز بزم ما تکلف میخظرت نہ
حرفیال منتظر در بزم تاجتشد	قدح بر کف گذارو رو بکفت نہ
تواسے مطرب چو زونم غزل را	بصد آہستگی دستے بدفت نہ
چو شد گر بزم مارا شمع نبود	نظر بر باوہ خورشید کفت نہ

انماذ با تو لفت و ہر فیضی	بدل چوں عشق گنجے تکفت نہ
---------------------------	--------------------------

ایچیں بسیر یما کہ تولی	عند آجاست بہر جا کہ تولی
چہ غم از روز قیامت داری	باہم فتنہ و غوغا کہ تولی

<p>ہست در چشم تو پیدا کہ توئی ایچنین در نظر ما کہ توئی</p>	<p>ایکے خوں رختہ پہناں زہرہ نیت در معرکہ غنیمتہ زناں</p>
<p>فیضی اربابِ ملامت ہستند چینیں عاشق در سوا کہ توئی</p>	
<p>در دیدہ عاشق نمک مودہ کشیدی ۳۱۵ پسند از آن ہے کہ نہ مودہ کشیدی دستم زہر بستکہ پیوہہ کشیدی دامان دل مر دم آسودہ کشیدی</p>	<p>تاسر نہ چیم ستم آوہہ کشیدی امروز باندازہ قدح نوش کہ فردا لے حلقہ زن کعبہ ز دست تو چہ عالم رفتی بسر خاک شہیدان محبت</p>
<p>فیضی از غم دینی و عجبے شدی آزار دست ہوں از بوندہ و بالوہ کشیدی</p>	
<p>صبر ہر ہر شیریں و تہتا من دہی ۳۱۶ آوہہ ہست از دست من دہی گر خصمتے زہر تاشا من دہی</p>	<p>دارم ہوں کہ جان شکیبا من دہی این سیم جان کہ پیش توہ ایم اپنال لے بانہر عشوہ نسبت چہ کم شود</p>
<p>فیضی طفیل شوق خیالت بلند شد خواہم خبر ز عالم بالا من دہی</p>	
<p>چہ کسی ز کجانی و کچا سے آئی ۳۱۷ غالباً از بے دل رہن ما سے آئی جان من سوخت دگر گرم ہے آئی سے روہ ہوش من دل شدہ تہ سے آئی تا تو در دیدہ مر دم چہ بلا سے آئی</p>	<p>سرخوشاں غم زہ زناں عشوہ نما سے آئی گرم سے آئی و دل سے طہیز آمدت صبر من رفت دگر تہ جہا سے رانی وہ چہ جاوہ گرے ام شیخ گر اندک اندک کس بلیم کہ ترا بنید و از نو زہرہ</p>
<p>میدہ جان پتائے جالت فیضی گر چہ در دیدہ او روح فرامے آئی</p>	
<p>۳۱۸ چہ با جان حسا لے کردہ باشی</p>	<p>چو دستی عتابے کردہ باشی</p>

<p>بستی اگر کبابے کردہ باشی براں ستر کہ خوابے کردہ باشی تو خود ہم اضطرابے کردہ باشی کہ از خود ہم حجابے کردہ باشی خبر وہ اگر حبابے کردہ باشی مگر در باوہ آسبے کردہ باشی</p>	<p>مخدی بر دل پراکش من خواهم گل و آغوش تو از رشک دم قتل اضطراب از من عجب نیست مہیں بسیار آئیسنہ آن بہ منجم کے شود آل ماہ طالع مرا کے مے فروش اس بخودی نیست</p>
---	---

مراد گرچہ فیضی دیر پائے ست
 تو در جستن شتابے کردہ باشی

<p>کہ ہم بہ تیغ کنی خون ہم بہ ناز کشی چو نیم آگشتہ اسیران تو بس ناز کشی گناہگار محبت کنی و باز کشی</p>	<p>ترا رسد کہ جھانے بر گناہ کشی مرا گذار کہ در خاک و غول لطمہ بچندی شگرمی کہ اگر روز حشر زندہ بشوم</p>
--	--

بہ قصد کستن فیضی مایہ دست بر تیغ
 تو صیید پیشہ بناہ کہ شاہ باز کشی

<p>شکیر مکن کہ آفتابی بسیار بجوی و نیابی عالم نہ شدے بدیں خرابی دارند ہمہ تنگ شرابی در دیدہ من مگر بخوابی</p>	<p>اشب چو بخون من شتابی از استنادہ ولم کہ آستہ بیدار تو گر چنین نیووسے در دود باب تو یار سایاں مشکل کہ رسد بیدہ ام خواب</p>
---	---

فیضی ز تو یارے بر دہ دل
 بیدار چرا در اضطرابی

<p>دل کہ بڑوی زمین کجا داری کہ درون دو دیدہ چا داری کہ نگہ نائے آشنا داری</p>	<p>ایکے در دل ہمیشہ جا داری تو کہ نام آتشچی سننے وانم از تو بیگانہ تو عجب دام</p>
---	---

بکسر با برییر یا فاری	سر بخود شیدے توانی سود
هر چه داری بکن داری	خشم و ناز تو نیست با دیگران

نیست فیضی دعائے تو مقبول
تا بکے دست در هوا داری

سگ بجائے تو کرم فرست خونی کے یکے ز شرم نسیا اور وہ پروئے کے اگر چه کوشن نہادی بگفت گوئے کے جز آنوے تو نگذاشت آنوئے کے کہ طاقتم ہمہ کم شد سبب جوئے کے مرا چه بیم کہ من زندہ ام ہوئے کے	۳۲۲	منے کنی ننگے از جیا بسوئے کے ز صد ہزار خندنگ ہنہاں کہ میف کنی مخالفاں بیزن کردہ آند گوش زوت من و تصور و صلت کہ عشق در دل من نہ از شکیب چنین باز ما دم از تنگ پو اگر اجل برود جان بر لب آمدہ ام
--	-----	---

صد بستگدہ را خراب داری	۳۲۳	ناں بت کہ تو در نقاب داری بوئے برساں بجا کہ از زلف فردوس بود در آب و آتش خونریز تو چوں نگاہ سے است
------------------------	-----	---

آہی نیست کہ بگذر ز خونت
فیضی تو چه اضطراب داری

مرا و ہر دو جہاں در کنار داشتے کہ لب ز تیر فگار داشتے ہزار نالے بے اختیار داشتے تخل چند انتظار داشتے	۳۲۴	بنام ادھی خود گرتار داشتے سر حدیث ندارم و مگر یہی قسم شکوہ و ناز تو زور در دہان من ورنہ بجاک و خول یہ طپیدے دلم اگر نفسے
---	-----	---

گزشت آنکہ با مید و عد فیضی را
فریب خوردہ صبر و قرار داشتے

۳۲۵	اگر بیست دل بے قرار داشتے
-----	---------------------------

<p>بیکدل اینہم بدوست درو لم ای واک نرا کتاب رضال روز من سید بشد</p>	<p>چو کروے کہ امیں صد ہزار داشتے اگر نخل شہرائے تار داشتے</p>
<p>دریغ مستی فیضی بجائے سے اکاش چو مرگ شہرت ناخوشگوار داشتے</p>	
<p>گذشت آگے دل بربودار داشتے گذشت آگے تو گل گل شکفتہ بودی من گذشت آگے چو پیمان وصل سے بستے</p>	<p>بزرگ کوہ ملامت قرار داشتے ۳۲۶ زہر گلے بجز خار داشتے بشاہ راہ وفا انتظار داشتے</p>
<p>گذشت آگے چو فیضی زخورد خان تال نظر نقیب نقش و نگار داشتے</p>	
<p>ایکے سر حلقہ سبز ان سیدہ قام توئی در سیاهی تو صد نور نہال سے ملیم گرچہ سرتا بقدم آمدہ نسجی کفر</p>	<p>چشم بد دور کہ خال رخ آیام توئی ۳۲۷ قندہ کہ آتہ شب امید مرا شام توئی کعبہ مردک دیدہ اسلام توئی</p>
<p>عین یوسے بستے را بگریدی فیضی زین ہمہ سوختگان باطرح خام توئی</p>	
<p>اسے دل ازین شوخ تند خو کہ تو داری شع بخوزیز کمش کہ تو اس شد چوں رخسارے باغیاں یکے نشکفتہ</p>	<p>۳۲۸ کشتہ خوئے بہانہ جو کہ تو داری زین ہمہ گلہائے تازہ رو کہ تو داری</p>
<p>گو ہر دل کم فتد بست تو فیضی پاکش از راہ جستجو کہ تو داری</p>	
<p>مدعی از من خبرے دستے از تو سنگارہ کساں آدم پیش تو درو دل خود گفستے کے بظا خواستے مرگ خود</p>	<p>۳۲۹ گرچو تو بیدا کرے داشتے گر کاش دل من جگرے داشتے گر نفس من اثرے داشتے گر شبہا جہاں سرے داشتے</p>

پسرخ کشیدے جل آزاریم | اگر تو جو جسم ترے داشتے

فیضنی آوارہ چرے کرد آہ
گر نہ دریں رہ جگرے داشتے

<p>شب و صبح است خواہم اندکے آہستہ تر گردی اگر وقت طلبی آید آسے خوشید بر گردی ترا سے شب خواہم بوقت خود سحر گردی کہ اسے صبح سعادت از شب من بھر گردی کہ بہر خاطر بر عکس شبہا سے دگر گردی</p>	<p>فلک زیں کجہر یہایت نیگویم کہ بر گردی ز مہتاب خورش ویرا نہ من روشن است مشب پس از عمر لیت مشب کو کب اقبال من طالع عجب نمود کہ جز روز قیامت پر وہ نکشائی تو اے اختر شناس مشبے انی گفت گردوں</p>
---	---

سہا مشب بجا مال در و دل دارم میا بیروں
کہ سے ترسم خندک آہ فیضنی را سپر گردی

<p>میدہم دل تو گر نیک نگہ میداری ز شکی در حق عشاق گنہ میداری نیم جانست کہ در نیم نگہ میداری</p>	<p>ایکے در بردن دل چشم سبب میداری قاتل من تو نازم کہ بہنگام چشم در ہوائے تو من سوختہ دل را یارب</p>
---	---

فیضنی از نوئے ہوش منظرہ مشیں
خاک شو خاک اگر چشم برہ میداری

رباعیات و قطعات

<p>حلقہ گیسوئے تو دامِ بلا غمزہ بدخوئے تو تیر قضا کشتہ آہوئے تو شیرِ خطا در لبِ جا دوئے تو سرِ خدا تشنہ داروئے تو بہر دوا</p>	<p>اسے نسیمِ ابروئے تو تیغِ جفا خنجرِ پہلوئے تو تیغِ اہل بستہ بازوئے تو ترکِ سخن در رخِ نیس کوئی تو نورِ ازل تشنہ ہندوئے تو چھینے زار</p>
<p>از ہم فیضِ تازہ و تر ہیں ہمہ بالا تر و نتر تر ہیں سنبوہ تاز میں برابر ہیں</p>	<p>بوستانِ خیالِ فیضی را ہر چہ یابی بلند و پست درو نکلاہا تا فلک کشیدہ نگر</p>
<p>بدریائے سخنِ کردم شنایا بقدرِ شعرے خواہم شنایا بلند و پست سے افتد بنایا</p>	<p>من اس عواصِل اشعارم کہ عمر سے اگر پست و بلند افتاد شعرم بود دیوانِ من شہرے و در شہر</p>
<p>ہمت از خاکِ رشیدہ من طبع سپر بہنِ کشیدہ من ہست خوانا یہ چکیدہ من معنی حاصلِ سربیدہ من جھنیشِ کلکِ سربیدہ من غزل و مثنوی گزیدہ من عشقِ بستہ و از حبیدہ من از غزلیاں سے قصیدہ من</p>	<p>اقصیم شاعر تو انگِ دل گشتہ در آستینِ بہت گم ایں سوا و سخن کہ سے نگری آفرینندہ شاہدست کہ بہت بوہ در کوچنایے تنگ خیل باشد کنول از جنہائے سخن ہر چہ گشتیم براجِ اہلِ دل ورنہ سے شد شکفت دیوانے</p>
<p>کہ گفتے بلبلیں ایں بوستانم کنول من طوطی ہندوستانم</p>	<p>شعیدم درخرا سالِ فیضیے بود اگر او بود بلبلیں درخرا سال</p>

<p>کز دو عالم مراد من سخن است قبلہ اعتقاد من سخن است پیر من استاد من سخن است</p>	<p>فیضیم عاشق جمال سخن از ہمہ روئے در سخن دارم ہیچکے ازو گزیرم نیست</p>
<p>حتیاج سخن رساندن نیست کہ درو جائے نقطہ ماندن نیست</p>	<p>فیضی امین نامہ شکر مرا کردہ سنی بلبل مشابہ ہجوم</p>
<p>یابچند سیر عالم انصاف کردہ ام سیر بہشت و دوزخ و اعراف کردہ ام ہم در سخن متبع اسلاف کردہ ام کیں باوہ را بہ پردہ دل صاف کردہ ام</p>	<p>فیضی منم کہ باخرد آسماں نورد باگونہ گوند مردم عالم شستہ ام ہم در زباں متابع حنلاق بودہ ام گر درو نیست در سخن من عجب مدار</p>
<p>اکبر عہد و اعدل امن است برز باغم جہاں جہاں سخن است نقطہ ام رونق گرشکل است</p>	<p>اگر از شاہ من جنبہ پررسی وگر از علم من سخن طسلی وگر از کلام من سخن رانی</p>
<p>ز ہزار کہ بدگوئی وے را ظنوا بالمومنین خیرا</p>	<p>فیضی چو شنیدی از یکے بد رو گوش یقین کشا و بشنو</p>
<p>بر لبست نیندہ آہ سرد رود بر تنگتے ہرزہ گرد رود ایں قدر از تو خواب و خود رود کہ تو در صحن جہاں نوزد رود کز طمع آبروئے مرد رود جاں بچندیں ہزار درد رود زین ہم لقمہ و جنس فرد رود کہ سرش ہم دریں بند رود گرد بر سر رخ لاجورد رود</p>	<p>نہ پرستیا بجزت زرد سیم چہ بلا ہا کہ لحظہ لحظہ ترا از لے و ہر آب و خورد چرا زین تنگاہ کہ میسکنی عجب است خاک در چہشت ارغئے بینی نازنین کا لبس در ما کردہ ہیچ دانی کہ چوں تن تو بخاک سیر انداخت عقل دے ترسم موش حوصی تو گر جنس شد است</p>

<p>سنگ آسمان ربا بگردود</p>	<p>پیش این سیم کوشی که تر است</p>
<p>گفتم که نچید بخش علم و کجور عمل ہم توئی قانون ز دیوان سلطان ازل خاطر مشکل کشائے عقده دین و دول سلطان روزگار از من محبت دار محل ہم تو خود دانی که بر من ہم نشدین فصل بر عطار زبهره و بر شتری بجز زحل</p>	<p>دوش با غارت تر است منکر یا دستور عقل ہم توئی نظر اکش عسنوان فشنید اید از دستهای او دیرین که گشت ایتست عیبت ترا کج چندی پیش سوی میکشد گفت فیضی غاشی سگرین ازین حرفت بزین من زمانه کنین آسماں ہم زفته است</p>
<p>بخدا هر سمانے میگردد باز دل ره گرانے میگردد که ز سر تا پائے میگردد حلقه حلقه درانے میگردد که بنام خدا لے میگردد</p>	<p>فیضی از سر تا پائے آنچه بینی بدیده تحقیق عقل گفتا که عیبت این اب هیچ با سطله بودیدانه گفتم این سبب است صد دان</p>
<p>تا بود عمر باش خاک نشین آنچه نزدیک تر بود بزین</p>	<p>که عبادت ز عمر می خواهی که ز شکر است شیر می تر</p>
<p>بره دولت آریاب گرم جاگیر و بے سبب نیست که گشتی لب دریاگیر و</p>	<p>مرد باید ز پی نفع رسا میدان خلق روز و شب بے گذارد ز خطر مردم را</p>
<p>بر سفالین بدنت شگب آفتند عقل شوخ تو ز نیترنگ آفتند جان ز حبابان تو ولنگ آفتند بر لب عیش تو از چنگ آفتند تار بنض تو ز آسنگ آفتند</p>	<p>یا کن که فلک عسریده جو چشم مست ز نظر بار آید دل عسوان تو تن در نده زلف مستشوق ز دست تو چه سار عسرم تو ز دست تو دل مانده</p>
<p>بایدت از بچ منشاں انزوا فطرت مکان خط استوا</p>	<p>فیضی اگر راست روی کا است معتدل از راستی است این چه</p>

<p>برجت ک فئاتن سفا لیں از بازوئے خود کمنشد بالیں</p>	<p>مستان ازل شے کہ مانند از پہلوئے خود کفشد بستر</p>
<p>در مقام اول بصد رنج و تعب پے برده اند در حریم دل بصد خون جگر پے برده اند تا نہ پذیری کہ با شمع نظر پے برده اند گوئی ایہنا ہم باں کج شکر پے برده اند</p>	<p>قطب تابی فرد الیں شکر کج آہنکہ خلیق قطع راہ عشق آسان نیست کا باب نیا در بیابان طلب دل را بجاک آنکندہ اند طوطیاں دیدیم پرواز کرد مرقدش</p>
<p>دوست ہم لغم و نیوی و ہم دینی ہزار نعمت حق تا کہ ام بر چسینی زہر ذوق حسد ادانی و خدا بینی کہ کردہ زیر سرش عیس پر پائینی بروئے مادہ است کفشد شیرینی</p>	<p>شہا سبط زمیں دلفریب مادہ است ہناوہ اندویں گرد و خوال ز عالم غیب سفر گزیدہ تریں لغتے است در عالم رسدہ بطواف مزار رنج شکر بلے چو اہل کرم خوان نعمت آرا بند</p>
<p>خورشید کرم بین نظر کرد بخت آمد و دست در طر کرد از نہ کمر فلک بدر کرد بسفد دل استوار تر کرد</p>	<p>صد شکر کہ از سپہر متبال یکچند ز یافت اوہ بودم بستم کمرش چنان کہ شو قم یعنی گشش عنایت شاہ</p>
<p>عظیم ہجو تنگ بادہ حر لقال بچہ طرف کہ گنجینہ غیب زہم پر شد م طرف کہ سیار ہی بنویشد و نماید شکر کہ شکر فی نہایت نظر لیاں شکر در تموز از نفس بر عیاں باد برف کہ ہمہ گوہر شکر است دریں بچہ طرف چہن پیشانی معنی گوہر ہونے حرف حیف ازل وقت کہ بچہ کساں گرد و طرف</p>	<p>فیضیم من کہ دریں حکمہ عقل فریب از خود و بہت خود اینقدر امید ہر روز نظم من معنی خشنودہ بدان دار و دل کہ بجانم و دانم کہ ز کوہ نظر است شعاع طبع مرا نیز نیابی ہر چند نہوش کہ وہ مجوئید ز بحر سنجمن گر سخن کہ تر افتد کفش غیب کہ نیست من و اندیشہ بد ہر میسر مکناد</p>

<p>چون چابک سوار ترنگ نیست بجائے مردم ناپاک رگ نیست که در دیوان حافظ نام سنگ نیست</p>	<p>نہم فیضی کہ در میدان معنی بجگہ شعر من از پوست تمام غز بدین میدانیں پاکیزہ گفتار</p>
<p>صرف عالمیم و ذرا راست وہ دہی معنی نگر کہ میکندش لفظ کو تھی آنانکہ ہم رہیں وفا میں ہم رہی بر دیدہ بگذرند جو باد و سحر ہی اسرار شاں بدل چون کارکن خرگی یا صد ہزار دیدہ نمائیں اہلی ابد فریب ساختہ خود را ز اہلی در کیسہ خاک نے و کز آفت شہنشی با این گروہ سلسلہ مہر نیستی ہمچنانچی بروح قدس ملک کو تھی</p>	<p>امروز در شناختن گوہر وفا انسانہ مکام احسناق میرو دانی کہ ادم طائفہ اہل محبت اند بر سر قدم نہند سبکتر ز برگ گل گفتار شاں بلب جو جوانان پر وہ در جانے کہ دامن مژہ نتوان بلند کرد نے آل کردہ خیرہ کہ در پیشگاہ عقل در سینہ ہرنے و تمنائے عہد می کو تہ کنیم قصہ کہ فرض محبت است زیں ہم گذر کہ سالک وحدت میکند</p>
<p>بہر تازہ تر از ہر سخوری دارد عبارتست کہ معنی سرسری دارد عبارتے کہ بہ معنی برابری دارد</p>	<p>حریر یافت سخن محترم کہ در کاشاں یکے ز نکتہ در اں گفت ویم اشعار بگفتش سخن او عبارت است لے</p>
<p>گوش فرما کہ زبان مستقیم تر است نیک میدانم و جبرئیل و مہر است انقصہ صرف مکن کار توئی تر است اچھا از کلک تو آید نہ حد نہ است برہاے ہرنہ کہ نزع قلت نفس است نشکند گوہر دندان تو بے انصاف است بے سبب نیست کہ چہیں سخت ناصاف است</p>	<p>پشم حرفا دوسہ حرف است شکر فانی را گوہر طبع تو و پشم ز یک کال زادند خلقے از ہمیت دہنشانند و صدراع نہ پویشم وحدیت تو ہم نزدیک اند انہرند گل و پیلے سخن نام مبر ہر کہ خرہر و غفلت کند آوینہ گوش بازر گال سخن صاف ندیدیم دولت</p>

<p>ہر کرا علم و نشیں آفتد ہر کرا علم و رکیس آفتد علم و جاہل اینچیں آفتد چوں شود پختہ بزیر آفتد</p>	<p>در تواضع بود لب المیایں سر بلندی و سر کشی طلبید ہر دو در کار خویش معذور آ میوہ خام سر کشیدہ بود</p>
<p>بر تو گر خندہ زخم چناب مکن دعوے دانش و فرہنگ مکن پایہ خاک گراں سنگ مکن جائے بر خلق خدا تنگ مکن</p>	<p>فرہبا بازہ اندام است ایں با درون متعفن کہ تراست زیں گرائی کہ وجودت دارد قصہ کوتاہ ز جہاں میوں رو</p>
<p>دی بدو کان خویش برد برفد چند از سنگ ریزہ ہائے بلور قیمت سنگ پارہائے بلور نام خر مہر ہائے بابا غور شعبہ ورق قطار چوں صف مور ہفت دریا ز گوہرت پر شور روز مرگت نہند بر سر گور</p>	<p>پیر مردے گہر فروشس مرا سر صندوق خود کشاد و کشید در خیالش گراں تر از الماس ماندہ یا قوت و لعل و سیروزہ بخمال ز مردوش در پیش گفتم اے جوہری جوہر سنج باش گیس سنگ ریزہ ہائے ترا</p>
<p>تا بکے ساعت خستہ ساز کند زں کہ باز ہر رخصت مار کند</p>	<p>خواجہ از بہر خوردن باز ہر نہر اگر نوش جاں کند بہتر</p>
<p>کہ فریبندہ بستمش یکیک کہ بجائے بستمش یکیک ورنہ من سے شکستش ملک</p>	<p>اے کہ گفتی لبسا معانی خاص ہر یکے پیش من بود صحنے گشتہ پیر و نیست و ندانت</p>
<p>در دولت بروئے دیں کشاوند سران و سرکشاں گزین نہاوند و دعا گوید کہ نہ شستہ بنبور داوند</p>	<p>بجھم اللہ کہ باز از عالم غیب پائے تخت اکبر شاہ از عجب اگر پند نقد آتش آتش</p>

یک لمحہ زخوشی سعادت چو بیاں اللہ اللہ اللہ اکبر گو بیاں	یائیم و دلے براہ وحدت پویاں رہو پینہ ز گوش کوش کہ ہر ذرہ بود
گر خفتہ غم غم سلمت و گر ہشیارم بر نیت من بہیں نہ بر کردارم	یارب من اگر سب و اگر ہشیارم ہنگام جزا چو با تو امتد کارم
شوقے بہ نہا خانہ تجریدم وہ آزادگی ز قید تسلیدم وہ	یارب قصے براہ تو جیدم وہ دل بستگی بسیر تحقیق من بخش
علیٰ کر ضائے کنت تعلیم وہ از شمع رضا فروغ تسلیم وہ	یارب ز کرم مہد بے بہم وہ تاریکی عقل در کشاکش دارد
وز مہرازل نور بند ترا تم وہ راستے کسیریم کعبہ ذاتم وہ	یارب بکفم مرا و ہر آتم وہ سرگشتہ مساز در بیابان سکر ات
وز ہر چہ دریں رہ نہ ضرورت بر ماں وز کشاکش عالم صورت بر ماں	یارب دلم از رنگ کدورت بر ماں در کن مکن جہاں معنی انداز
یک ذرہ دلم نکشت روشن چسکم خود ہمت پست دادہ من چسکم	یارب برہ تو خیر شیون چسکم خواہم بہ بندگی بگرام لبسکم
در براہ محاز از حقیقت دورم گر جبکہ گناہ کردہ ام معذوم	یارب ز کمال معرفت ہجورم چوں طاعت کونست چہ مہتر فست
علیٰ کہ نہ با عمل زمین کا ستہ کن اول بیضائے نیت آراستہ کن	یارب دل من بصدق پیراستہ کن از بندہ ہر آن عمل کہ آری بہ وجود
و ازادہ ز آب و خاک جیلنے خواہم در شکر گذارت زیادے خواہم	یارب زرہ راست نشانے خواہم از نعمت خود چو پیرہ مندم کردی
بیداری دولت سحر گاہم وہ یک لمحہ ز طلعت شہنشاہم وہ	یارب سعادت ابد راہم وہ روشن دلگی ز خویش آگاہم وہ
در وادی صدق روبرہ دار مرا	یارب برضائے خود نگہ دار مرا

یاد دوسرے براہ و حسرت پر بیان تو مینو زگوئی کوش کہ ہر ذرہ بود	یاد من اگر سب دگر ہشیارم ہنگام ہزار چو با تو مست کارم
یاد قصے براہ تو جیدم وہ دل بستگی بسیر تحقیق مہم سخن	شوقے بہ نہا سخا نہ تجریدم وہ آزادگی ز قید تفتیدم وہ
یاد ز کرم مہید بے ہم وہ تاریکی عقل در کشاکش وارد	علیٰ کر ضائے نعت تعلیم وہ از سمیع رضا فروغ تسلیم وہ
یاد بکفم مرا ہر آتم وہ سرگشتہ مساز در بیابان سکر ات	وز مہرازل نور بند ترا تم وہ راستے بحسبیم کعبہ ذاتم وہ
یاد دلم از رنگ کدورت بر ماں در کن مکن جہاں معنی انداز	وز ہر چہ دریں رہ نہ ضرورت بر ماں وز کشمکش عالم صورت بر ماں
یاد برہ تو بخیر شیون چسکنم خوابم بہ بلندی بگرایم لیکن	یک ذرہ دلم نکشت روشن چسکنم خود ہمت پست دادہ من چسکنم
یاد ز کمال معرفت ہنجورم چوں طاعت توست پیچہ معرفت	در براہ محساز از حقیقت دورم گر جبکہ گناہ کردہ ام معذوم
یاد دل من بصدق پراستہ کن از بندہ ہر آن عمل کہ آری بہ وجود	علیٰ کہ نہ با عمل زمین کا ستہ کن اول بصفائے نیت آراستہ کن
یاد ز رہ راست نشانے خواہم از نعمت خود چو پہرہ ہندم کردی	وازاوہ ز آب و خاک جہلے خواہم در شکر گذارت زیالے خواہم
یاد بر سعادت ابد را ہم وہ روشن دلی ز خویش آگاہ ہم وہ	بیداری دولتت عسگر گاہم وہ یک لمعہ ز طلعت ہنشاہم وہ
یاد بر ضائے خود نگہ دار مرا	درداوی صدق روبرہ دار مرا

زلال گوشت کہ بادشاہ در سایہ لختت	در سایہ لطف بادشاہ دار مرا
یارب چون ابویستی خود خیرم	و اندر زہ جستجو بخت ک آیزم
از گزورہ آیم بر سر گز آلود	بز دست تہی مباد دست آیزم
یارب قدسے بزیم و صلح درود	یک جُرم ز ساغر کمالم درود
لب تشنہ مرا در تیر تعلیہ مدار	از مشرب تحقیق ز لالم درود
یارب رہ فضل آشکارا بنامے	یک سلوہ ازل حسن و لارا بنامے
آں حرف کہ خواند نیت در دل بنگار	وال نقش کہ دید نیت مارا بنامے
زلال پیش کہ بر گشتہ ز را ہم داری	قادر بودی کہ بے گنا ہم داری
چون بود بقدرت تو اینسا دایم	کا خرنہ چنیں نامہ سیا ہم داری
لے زیرہ چشم کہ جبالش نگرود	لے طاقت دل کہ در خیالش نگرود
دل کیت کہ گزہ دانش آں دل	یا دیدہ کہ خورشید جبالش نگرود
آں ذرات کہ عقل از و نشاں دیدہ	واں نور کہ دیدہ کساں دیدہ
چو نور نہ ولے چون سیکو نگریم	نور سے کہ بایں دیدہ تو اں دیدہ
جاہا ہم غرق بحر جاوید شوند	ذرات و محروم ز خورشید شوند
زیں در کہ بود سایہ آئید دو کون	اسے واسے بر آں قوم کہ نو مید شوند
باید برہ عشق تنگا پو کردن	پرستہ بخورشید ازل رو کردن
زیں ساں کہ بود ظہور حق ہمہ سوز	کفر بہت رخ نماز یک سو کردن
خواہم تو عرض بسینوائی کردن	نالیدن و سخت آزمائی کردن
چہیت کہ شاہ بے طلب ہے بخشد	شرط است دریں راہ گدائی کردن
ذات تو کجا وحدت اور اک کجا	کنہ تو کجا دل ہیو سناک کجا
ہیہات نہ کجا تو و کجا ماہیہات	خورشید کجا و ذرہ خاک کجا
ساقی قدسے کہ نیم ستیم ہنوز	مخمور را بہ استیم ہنوز
مارا برہاں کہ تا ازیں استی ما	یک ذرہ بجا ست بہت پرستیم ہنوز

گر ناله دل با سسماں بر بندم	گر ناله دل با سسماں بر بندم
آرام نمار و دل شیدا نے من	آرام نمار و دل شیدا نے من
آن نیست که ما ارض و سما نشناکسیم	آن نیست که ما ارض و سما نشناکسیم
این شزده هزار عالم و هر چه دروست	این شزده هزار عالم و هر چه دروست
دل از غنیم کائنات برداشته به	دل از غنیم کائنات برداشته به
چشمی که از روی تو روشن باشد	چشمی که از روی تو روشن باشد
در عالم توحید شناختم هوس است	در عالم توحید شناختم هوس است
از کن کن دهم خلاصم عرض است	از کن کن دهم خلاصم عرض است
اے دامن و جیب عشق پاک از تو تم	اے دامن و جیب عشق پاک از تو تم
از فیض تو هیچ عنصری خالی نیست	از فیض تو هیچ عنصری خالی نیست
هر قطره که در محیط آید بود	هر قطره که در محیط آید بود
هر ذره که از ریگ بیاباں بگری	هر ذره که از ریگ بیاباں بگری
از جان و دل و دماغ و خون و رگ پیے	از جان و دل و دماغ و خون و رگ پیے
هر ذره که بسگری از خورشید درو	هر ذره که بسگری از خورشید درو
هر دم سخن از روی تصور گویم	هر دم سخن از روی تصور گویم
یک نور حقیقت است تا باں که نش	یک نور حقیقت است تا باں که نش
اے سینه نفساں زو بسبوات شنید	اے سینه نفساں زو بسبوات شنید
از شوق تجلیات نور شنید ازل	از شوق تجلیات نور شنید ازل
ما عجم ز خلیل پاک بیناں مشهور	ما عجم ز خلیل پاک بیناں مشهور
ملک نظر از اوست که داریم بدست	ملک نظر از اوست که داریم بدست
یار ب بصفائے صبح عینے نفساں	یار ب بصفائے صبح عینے نفساں
ابر کرمت چو فیض خشد بجاناں	ابر کرمت چو فیض خشد بجاناں
سلطان رسل سپا شاد و قرشی	سلطان رسل سپا شاد و قرشی
که بر لب خود راه فغاں بر بندم	که بر لب خود راه فغاں بر بندم
گر ناله کنم در زباں بر بندم	گر ناله کنم در زباں بر بندم
سر قدر و راز حسد نشناکسیم	سر قدر و راز حسد نشناکسیم
نشاخته به اگر ترا نشناکسیم	نشاخته به اگر ترا نشناکسیم
جز یار تو هر چه هست بگذاشته به	جز یار تو هر چه هست بگذاشته به
بشگفته و بشناک انباشته به	بشگفته و بشناک انباشته به
یک رنگ شدن بکائناتم هوس است	یک رنگ شدن بکائناتم هوس است
وز کشکش عقل نجیبتم هوس است	وز کشکش عقل نجیبتم هوس است
گلهائے مراد خسته تاگ از تو تم	گلهائے مراد خسته تاگ از تو تم
اے آتش و آب و باو خاک از تو تم	اے آتش و آب و باو خاک از تو تم
در یائے قدح کشان جاوید بود	در یائے قدح کشان جاوید بود
آینه رونماے خورشید بود	آینه رونماے خورشید بود
در شهید و گلاب و شکر و شربت دے	در شهید و گلاب و شکر و شربت دے
فیضی است بقدر قابلیت دروے	فیضی است بقدر قابلیت دروے
گر قطره و گاهه حبر و گه بر گویم	گر قطره و گاهه حبر و گه بر گویم
گر مهر و گه آفتاب و گه خورشید گویم	گر مهر و گه آفتاب و گه خورشید گویم
ره در حرم قبله حاجات شنید	ره در حرم قبله حاجات شنید
بر طور فلک شبیه بناجات شنید	بر طور فلک شبیه بناجات شنید
از دیده تاریک نشیناں ستور	از دیده تاریک نشیناں ستور
از حضرت آفتاب پر دانه نوز	از حضرت آفتاب پر دانه نوز
یار ب بطریق شام مومنی قبساں	یار ب بطریق شام مومنی قبساں
بخطره ازاں فیض لطفی برساں	بخطره ازاں فیض لطفی برساں
باو عطش شهده بخورشید و ششی	باو عطش شهده بخورشید و ششی

چون سایہ باو بود بیال حبشی	ہر چند نبود سایہ اور ایسکن
اقبال ہاپے عرش سایش باشد	شاید کہ سر بر عرش جایش باشد
سنگ کہ برو نشانیش باشد	چوں کہ بر تو قبیلہ اصحاب صفا
گردن قدمش سپہ اعظم دانند	شاید کہ درش قبیلہ عالم دانند
حقا کہ بسنگ خارہ اش کم دانند	ہر دل کہ اثر پذیر نبود از وسے
در محمد لیش سنگ کشادے لب را	شاید کہ برات روز داوے شب را
از شوق کفش کرد ہی قالب را	بر خارہ نشان قدمش است کہ سنگ
سنگ در او قبیلہ گم اہل طرب	سلطان رسل ماہ عجم شاہ عرب
گر سنگ شود موم عجب میت عجب	از مالیش تہراو کہ دشمن کہ سود است
نقش قدم مقدس حیرانام	صد شکر کہ آمد کسرا الرام
تاریخ قدم اوست خیر الاثم	فرخندہ شد از مقدم خیرش ایام
سلطانی کائنات حبیب جنت	اسے پروردہ فلک طراز علمت
آتش سر ما و نشان قدمت	گر ما ز سیدیم سبک کرت
دیوانے محیط شد نیم پینت	اسے عرش مجید و طواف حرمت
ایں گونہ کہ یا قدم نشان قیمت	شکل کی جہت جوئے تو بنشینم
از وعدہ وصلتی بگمانے حسد	از حسرت منم یہ نیم جانے حسد
افتادہ دریں رہ پشانیے حسد	از بد رفتہ مراد واپس ماندہ
تا شوق غیر شعلہ آہ رساند	فیضی کہ ز شوق نلکا تا ماہ رساند
آل بس کہ سر خود بقد نگاہ رساند	گر ماند ز پیشگاہ برست محرم
صد سجدہ ز سر مو یا اشارت کردند	آل کتبہ کہ اہل دل زیارت کردند
در چشمہ خود شہید طہارت کردند	سجاوہ ز احساس فلک گسترودند
بیچاند گویا ز لب حور زودند	سنتال کہ نوایے عشق بر طور زودند
ہم کاشہ عین پر خضر زودند	ہم دروے سے بلج کے افتادند

وین ہر وہ ہزار نقش عالم بستند در نور با نقاب تو ام لبستند	آن روز کہ ہمدیہفت ظالم بستند والا گہرے غمخشاہنشاہے
اکسیر کمال از نظر مے سازد در راہ حسد اپائے زمر مے سازد	خورشید دے کہ خاک زر مے سازد بر خاک خنیں کہ مے نہد سر بسجود
در مدحت او خیال در سیمانند بر زانوئے آفتاب سر سیمانند	شاہے کہ شب او بہ سحر سیمانند چوں سجدہ شکر مے کند در دل شب
نشانی شاہ را کجا بشناسی اکبر بشناس تا خدا بشناسی	خواہی کہ چون راہ پے لبشناسی این سجدہ ناقبول سودت نہد
باریکان را راہ نماید ہمہ شب خود شہید خواب او در آید ہمہ شب	شاہے کہ در فیض کشاید ہمہ شب ہر کس کہ رخش بر وز بند بیکبار
وز سبب محمد کار کاچول زر شد تا بیخ جلوس نصرت اکبر شد	از خط پشاہ وقت منبر شد نشست بخت سلطنت اکبر شاہ
در طاعت آفتاب خشنودہ ہیں خجور شہید در آسمان خشنودہ ہیں	اے دیدہ جمال شاہ بخشودہ ہیں پوشیدہ لباس آسمانی بنگر
در خلعت بختائی آن بختا ہیں خجور شہید در سفیدہ سحر یکجا ہیں	اے دیدہ لباس خسرو والا ہیں در جلوہ بخلعت سفیدہ ش بنگر
دالنگاہ تر از دستہ نگاہیں بستند دہر طرفش پہلے سہر میں بستند	در باغ بروز وزن آیش بستند شاہیں نے آن زرشاخ خنک آرزو
در دیدہ تک ہر دم دیدہ توئی داند ہمہ کس کہ شاہ سنجیدہ توئی	شاہ از تہنشاہ پستیدہ توئی ہر سال ترا چہ حاجت سجیدن
شاہ شہد کا میا پے خواندش ہمساہ آفتاب مے خواندش	شاہے کہ فلک جانب مے خواندش نا کردہ منہ از گوہ سہد کہ خویش
بر چرخ زعفرانک مسند اندازد	شاہے کہ چو در جلوہ مسند اندازد

برکوه بر منسرفته قصرے کہ بخلق	چوں نظر از جائے بلند اندازد
اسے کعبہ جاں ز بیت معمور بر آ	تاریک دلم در شب و سحر بر آ
در ظلمت حجب بر تو بجال آمد ام	خورشید و ش از درین نور بر آ
این قصر کہ یافت بر لب بگردار	ابرے ست سفید بر لب دریا بار
لے نے غلظم اگر زمن سے پر سی	دڑے ست کہ انداختہ دریا بخار
این قصر کہ جاں از و بارام رسید	از سعی شہنشاہ با تمام رسید
ز اسال کہ بجال و ر آمد آغاز گرفت	ز انگونه کہ دل خواست با تمام رسید
فوضدہ مقامے طرب منسرفتنے	کا زاوہ ولے گنار و اسجاقدے
داغکہ بدل تہی ز ہر شیش و ککے	یا یا وحند البہر و یکدو دے
امشب کہ یساز با سب پر بستہ گر	ہر سو بہ ترانہ کف ز ناں مست و گر
گوئی پچھے تھیں تو اسازی ہر ہر	این دست ز ند بوسہ باں دست و گر
این حساب کم کرو ۹۹ کوین بر لب کنند	این میت کہ پر ز بادہ ناب کنند
ہائے ست کہ ساقیان تخت نہ نور	از چشمہ خورشید در آب کنند
این حساب کہ رشک جام جمشید آمد	بر شش سب حیات جاوید آمد
دریا نیشاں گرش پوشند روا	ز پیشاں کہ نظر کردہ خود جمشید آمد
شاہے کہ با سب فیل میاں سپر آ	بر قیل ز اسپ التفاش ہا گر است
از عرصہ شطرنج چنان آگر با س	کز اسپ شاہ فیل نزدیکتر است
چوں شاہ اشرف کرد ہنای سفر	گردید مضائے حجب و بر پر شکر
ہر جو بنیاد شت کوش گنایش	ینے رہے حجب رفت وینے رہے
قیمتی بتو ہر کام کہ خورد اوستاں	گربستت گروز خورد اوستاں
در حش ز شاط شاہ اساق گذر	کام دل خود ز عید خورد اوستاں
ساقی بدو منسرفطرب و اوم دہ	شاوی اید بجان نامشاوم دہ
زال بادہ کہ خورشید بود ساغراو	دربز مگہ عمید امر داوم دہ

ساقی دم فیض صبحگاه است بیا شتاقان را بوعده مفرب دگر	ہنگامہ جشن بادشاہ است بیا امروز کہ عید مہروماہ است بیا
صبح است فروغ مہرتاباں دریاب خواہی کہ نشاط دہر یکجا بسینی	عشر شکر کامیاباں دریاب ہنگامہ عید دی باباں دریاب
امروز کہ روز جشن شاہنشاہ است رانداز بنوش بادہ از رز خام	دریاب کہ لطف دوست دشمن گاہ است امروز کہ عید روز بہمن ماہ است
ساقی کجھت من سے آتش لطف نہ جہے کہ بیا دگر ماند از جشید	مطرب کف دست خویشین بروف نہ در عید سفند از دم بر کف نہ
شوقے است ز عید در جہاں افتادہ عید عجیب کہ کشش اہل نشاط	عید است شجستہ در میاں افتادہ در اول ماہ رمضان افتادہ
این تازہ رباعی کہ بدل رودادہ از مہربش کہ شاہ بیت صرحت است	دوڑے است بسا اہل خیال افتادہ معلوم شود ولادت شاہ ہزاوہ
از مولید شاہ ہزاوہ عالمیاں اجمیر بود مولید شہ ہزاوہ ما	دل سیما بد پایت از عالمیاں آسید کہ جاوداں ماند بہ جہاں
اے بادہ بیا نور الہی بنگر مجموعہ خوبی است مریخ زیبایش	وین گوہر تاج بادشاہی بنگر از خوبیاں ہر آنچه خواہی بنگر
شاہاکشیم چراغ امیدم بخش زاں نور کرد چشم دلت روشن شد	تندیل مرا فروغ حسابہم بخش یکذرہ مرا عشق خورشیدم بخش
اے ساختہ آباد دل ویراں را از بسکہ شد آہوئے صدعیف از توقوی	و سے ریختہ خوں برینہ شمشیراں را در بیشہ لہشاخ میزند شمشیراں را
شاما ز تو کار عدل انجام گرفت سرگشتہ نبود در جہاں حسب ز آہو	احسان تو آہو ہمہ بے دہم گرفت دانہم ز عدالت تو آرام گرفت
اے آہوئے تو شوق فرزندے دل من	طرز ز کجھت زنگ زوا سے دل من

هر شاخ ازاں گره کشته دل من	بر فرق دو شاخ چرخش چرخش
خورشید و شان و گرم خویش همه	خوبان جهان گل دور دید همه
چون آهوی شاه جنگ میشد همه	چشمان سپاه شاه اگر درنگری
پیوسته بخت و سخت از زانی باش	شاهنشاهی بخت از زانی باش
خورشید صفت کشته پیشانی باش	تا بخت افلاک بود نور سنگین
چشم عدوت بخون منقش با دا	شاه تخت پر بخت با دا
ور دیده خصم میل آتش با دا	هر رشته خورشید که نور دل با ست
بگذشته ز فکر مگر بالا دو او	شاه که گرفته عقل کل پر تو او
روز تو و ماه تو سال نو او	بر عالمیان باد مبارک یاری
فرمان ده آسمان خیمه بال باشی	یاری که جنگ کامیاب باشی
در ساء آفتاب تابان باشی	تا سایه و آفتاب باشند بهم
وز هر صرافات سلامت با دا	شاه علمت بلند قامت با دا
تا گرمی خورشید قیامت با دا	بر خیل سپاه سبزه دولت او
ایمان ترا حلقه بگوشند همه	شاه از تو عارفان بگوشند همه
درویش و شان پرست بگوشند همه	تو خطب زمان و آهوان برگزیده
می پرورد آهوان عنبر بو را	شاه که ز شیران شکند بازورا
آن شیر که پرورش کند آهورا	در عرصه روزگار نشیند کس
کرد آهوی چشم تو مرا دیوانه	اسی کرده شکار دل صد نر زان
شد خانه چشم من بجا بوم خانه	دور دیده ز بس خیال حیرت جا کرده
دانم که دولت تو جوانی است آسیر	اسی تازه جوان که کرده حمید دل میر
کز دست که غرور آهوت اینم تیر	چشم و شرف تو دیده حیران شده ام
با نیک بصیرت خضر و الیاس زدند	صبح آمد و دست شوق بر طاس زدند
بر ریش جگر سوخه الماس زدند	نار از سفید سبک سینه ارمی

<p>ب تشنه نیم قطره شبنم صبح کز صدق برآیدیم ما دام صبح</p>	<p>بایم تماشا گری عالم صبح صادق نفسم و آسمان میداند</p>
<p>کل حسیناں را شکر خوردن از کرد که شود چشم جهان روشن از</p>	<p>بنگر سفیده تازه مد گلشن او ننه گری ز شکر خورشید است</p>
<p>در یوزه نور ازل شب میباید در حضرت خورشید او میباید</p>	<p>هر صبح دل فیض طلب میباید لے ذره پرابے سرو پایگردی</p>
<p>یک پر تو دل بسج کویک بندیم مایکدم صبح را بعد شب بندیم</p>	<p>ما عقل بعد جام لبالب بندیم باماز فروغ شب مهتاب گو</p>
<p>وز پرده لشر بر آفتاب اندازیم وقت است که سجاده بر آب اندازیم</p>	<p>تا چند بدیده شرح خواب اندازیم این دم که سفیده ز آسمان سر بر کرد</p>
<p>رشته سفیده سحر پیداشد بر کشتی سپنج باو بان باشد</p>	<p>صبح اندازت شاه دل در باشد آفاق رسد بسا حل امید که باز</p>
<p>که بود کشت و نذر مخزن سپنج خورشید به تخت نور در آن سپنج</p>	<p>صبح است نظاره کن بر پیران سپنج بنگر سفیده سحر گاه که باز</p>
<p>گردان شفق از سفیده دم بی آجنت شکر و سفیداب بهم بی آجنت</p>	<p>صبح از غم مهر چشم کن غول میر کینت نقاس سحر ز روسته رنگ آمیزی</p>
<p>بنمود سفیده روز پیران سپنج صابون زده اند گواید آن سپنج</p>	<p>صبح است فیض گلزار گلشن سپنج تا در غ سپاه شب روز از عالم</p>

شیخ فیاضی فیاضی برای قصیدہ عجمی در توحیدنا حضرت باری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یا ازلی الظهور یا ابدی الخفاء
 نور تو بنیش گذارم تو دانش سل
 دانش و پیش همه کرده را در دست
 ملت علم ترا هست یفتوای قدس
 ساحت تقدیر اسطره منگامه کرد
 پرورد لذت را شهنه عبرت زند
 راه کمال ترا حرف و نقطه ریگت
 غیر خیال مجال نیست که بر ابرام حمد
 هست تراوش کنان خون مال از دید
 شاه ترخان تست از همه کس بی نیاز
 پاسته تا سرگرم این ره و انا فریب
 لوح تقدیر است پاک شرح قلم
 نمک توحید تو آنچه پسند آیدت
 حرف شناسایت نصف طبعین
 علم تو بجای که شده پرده نشین ابطان
 شهنه خیال ترا انا پس کوچ کرد
 عقل کل از درک ارفاق منم سر
 کتب فضل ترا نیست بجز راستی
 دانش و پیش همه یک بیک معجزین

نورک فوق النظر حکمت فوق الشنا
 فکر تو اندیشه گاه کنه توحیرت فرا
 چشم اسطره نظر عقل فطالون تکا
 خون تفکر بدر جان تعقل اعبا
 حرف مشوش نماند کاک مولا
 لطمه حیرت برو و بسبب جمل از قفا
 عالم علم ترا شهر سخن روستا
 حکیم کنیم و دانا طقه را ارتقا
 بسکه و کم ریش کرد کاوش چون چرا
 گوهر دلهما بسوز گوهر چانها برا
 زهره نه با تو کنم این مودش زوا
 در خور کسیر نیست چه هر تسلیمیا
 عقل بگیر و فرو کشف بگیرد فرا
 غیر نوانی نبرد فلسفی سپه نوا
 نیست مگالت دست نیست و لائل سنا
 این نظر پیش همی درین خود پدیدوا
 سلسله وار جنون ساکن دار ایشوا
 لوح را قلم دست بچار اخصا
 اجد عشق نظر اهلکست نخستین برجا

آنچه طراز زبان و آنچه نگار و قلم
 عجز بیدگاه تو تا صیبه سائے غور
 در ره اوراک تو مانده عطل ز کار
 فرقه اشراقیال و غمت آشفته سر
 نیست و مانع تھی از سر سوادے تو
 بود ج قدرت بلند از حکم بو علی
 راز تو در نامه نیست حرف تو در خانه
 منزل قدس ترا یک طرف از شاه راه
 منطقی اندر ریت مانده در ایجاب
 حرف یقین تو نیست صدق یقینال
 مبتدی ختمی ز رم توایت دلسے
 عقل در کفست گو فکر درین سبب
 دشت طلب بر سر آب ریگ پیا پیش
 نیز تنگان ریت تا صیبه سوز ادب
 فضل تو از غفلسال و ادب چون من
 با و عنایت مید فضل تو در من ارشد
 در صدد اشتم بس بود از حکمت
 از پے نرم جعفر فیض تو شد بر لبم
 آگشته یا انفصال تو عالم آید را
 سائے چیل ذات ثبت جلوه پذیر ظهور
 صنیع تو در میان که گرد خاک من که عشق
 برین حال ترا تاب نیاید قطره
 آه چه سازم که هست مانع اظهارات

آنهم حرف و فعل میں ہمہ نقش و نفا
 فقر با قبیل تو حوصله سوز غمنا
 جملہ عقل و نفوس جملہ حواس و قوا
 زمرہ مشائیان در ریت افکار پیا
 مغز فراطول بسخت از تف ما خوبیا
 محل و صفت بروں از نکتہ بولعلا
 قید دل ریت این نکات و بدست این
 قافله کیفیت حکم محمل این مستی
 بحث قضایا و ادب مجمع الاقضیاء
 بصرف کلام محسنه مشکک کجا
 بتدایاں بر زره گرد منتہان ترا اثنا
 قد مسح القہقہہ قدر جمع القہقہہ
 غول ہوس ازین انفع عمیم جانگزا
 شیرکان دت سلسلہ بند و قفا
 طبع جواہر نشاں عقل خزان کشت
 عصمت فکر تم حاملہ نکستہ زرا
 خط بصر رہمان خط خود کو نیما
 لکھ سائے نفس زمرہ سنج نوا
 ہمت من آسمان صدق خط اتوا
 علم لبر سے بر دم در قدم پادشا
 کے بود انکار من در عمل کمبیا
 اینہ تہناب پر دیدہ کتابے و طلا
 چشم خود را سبل دیدہ جہاں را عی

برود اظلال تو نیست بجز حرف عجز
 سینہ علم مرآئہ نیتق لنفس
 گر بطبیع شوی چاره من مشکل است
 بر آید روان تنم ملک نظر راغب
 بے جگر بے سچون کے رسد آنجا که شد
 لطیف تو خاتم شود تنقیہ بخش و مانع
 در نظر مر که شد از تو حقیقت نگاہ
 نور پرست ترا برق نظر چرخ سوز
 بر سینه پاگور در درو ابدال تو
 خلوت سحر ترا پرو گیان جسم
 در حسب سوسو بر سینه گردان راه
 فانی مطلق شدن در تو کمال بقا
 ذوق فنا پرده راست در نظر امتیاز
 یحیی ز سواد لبهم ز سواد نئے دل
 از خط کثرت گذر نقطه وحدت میں
 نیست روشن بوی بے تو اگر نبرم
 بر در ابداع تو لرزه زباں گام من
 سطر بقا را توئی اول و آخر و بی
 نفس کل از عقل کل طبع کل از نفس کل
 چرخ سنا و شگفت سر در ابداع کثرت
 چنگ افق را بود صنعت تو مضرابند
 خواسته عدلت بند نظم جهان وجود
 شام و سحر یافته از تو فروغ در گ

از سخن میکند آنچه بگفتن سنا
 یلے دلیل مرا علمت عرق انسا
 دل متحقق نفس تن متعقبن هوا
 با و عموم و هم عالم جاں را و با
 غیرت تو دشمن زن بر جگر او نیا
 ورنه شود عاقبت فطرت من با نیا
 نیت تماشیل کون جبر صورت سبیا
 خاک نشین ترا کند دل عرش سا
 موز کجینت نیت جز و زمین از دیا
 عفتیان ادب عصمتیان حمیا
 هر مکمل کلاه سپنج مرصع قبا
 غیر بقا در بقا نیست فنا در فنا
 منبع گوگرد در چشمه آب بقا
 زو خط بطلان بخش بر رقم ماسوا
 آرد آرس ز خط نقطه بود منتهیا
 هم تو ظهور و بطون هم تو خدا و ملا
 کارگران قدر کارگزاران قضا
 اول بے ابتدا و آخر بے انتها
 از بے ایجاد کرد قدرت تو قضا
 عقل پوشد نظر دین رصد کبریا
 دهر ازین نغمه پر گوش شنیدن گزار
 داده بخورشده و مله ملک صحیح و سا
 و جبهک شمس الفضا نور که بدرالوجه

ثابت و سیاره و اجرام شب بزم برین
 آندہ بزرگت قدر حقیران نغول
 برگر ز عناصر برع و زمو ایس نام
 کسج ترانہ فانیسم کفے ازغبار
 صنعت تو معمار گوشنہ بطخترع
 از کرمت لایزال در نظر مقصص
 ز ورقہ قالم را ندہ بدریائے ثروت
 پشتی تائید خود از پے ہم کن کریت
 از تو بود جان نغز از تو بود روح بخش
 قابلہ فیض تو نہ مہ کامل زغول
 بلع تنگ ترا طاروسی بال عقل
 باخچہ روح را زین نفس شد درو
 با ہم تو ہوید الکنی ظلمت و نور از بشر
 حکمت ربانیت خواستہ از نہر خلق
 از پے تصویر باغ فیض تو اکتفا
 ہر گلے از گلشت یافتہ رنگے و گر
 از در و فیض تو در رحم آب و گل
 در تو ہمہ کالوا مندرج فی الثمر
 عالم جزوی ہر و گل واقف علم و عمل
 خانہ نداری ولے از تو ہمہ خانہ پر
 بیش بزرگی تو خرد بزرگان ہمہ
 لے ز ازل تا ابد عشوہ وہ جلوہ کن
 ہر وہ ہزار امینہ ہا شتر و پیش رو

از غنای انکشاف و زکویت پہلا
 ہر وہ قدر از زمین است فوغل شتر
 صنعت تو کرد اخترع جیسے ملتضما
 بخوان ترا ہفت بحر یکسج شورما
 قصر تن آدمی کردہ بنہ در سپا
 صحیح مرا تہتر اشام مرا احتلا
 کردہ نظر و دیدیاں ساختہ دل ناخدا
 با ہمہ سنگین لے قصر تنم ویر پا
 شعاعہ عہد شباب بطوہ نہد صبا
 در رحم امہات و ادو جنین را خدا
 بلبل رنگین سر و طولی شیریں سرا
 از تو مہوم و حرور و ز تو دیور و صبا
 ہم تو پے پے آدری زہر و نبات از گیا
 حویان صغی صفت دلن شامے شتا
 شیبہ از کار بیز لاشکر کف سا
 خندہ گل ز غفران گریہ خوبی حنا
 و اندہ شود چون جنین صاحب نشو و نما
 در تو ہمہ کاشتر مندرج فی النوا
 حاکم رو و قبول صاحب منع و عطا
 جائے نداری ولے از تو ہی نیست
 چرخ براہ تو خاک شاہ ہکویت گدا
 با ہمہ غنچ و دلال با ہمہ مجد و نوا
 کردہ طلب رنگے سر و جہاں رو نما

گرم روان بهت بر سر هر نیم گام
 حوصله کو دیده رانا بخرد یک نظر
 عشق تو فرزانه کش ناز تو بگانه خو
 سینه صحرائے تو بر زده نشنه کرد
 شادوم اگر میزنی تیغ خفاک مست
 گر همه تلخ همی کے گم ابرو ترش
 سینہ بر آگنده ام از حمرات شعب
 در کف اندیشات از دل خوشم تنگ
 چاقو ز در دم نه کم از سنگ نیست
 خواش خود در تو کم کرده رسیدم که
 من که در امید قرب هم چرخال خاتم
 با امید و امید وجود تو امید بخش
 نوری تو در طرف قدس من نگه سا
 وعده دیدار خود می دمی بند
 نوری تو پیدا ولی کرده سر اسیم سر
 دیده کشایم دلے ما تو بر رو حسن
 نوری تو کرده و پیدا ز دل ما خاکیاں
 تیر قضاے ترا بس هدف از جان ما
 عاشق تست ترا است مثالین مستم
 از همه آزاره ام ما تو ام پاسکند
 در ره اجلال تو سالک دریا نورد
 گرچه ترا نیست جاو دل من جاگست
 چنه شوم و هست از غم خونایه ریز

رفته خط و در خطر دیده بلا در بلا
 ساحت قدر و جلال هوکب و علا
 رحم تو هر هم فکن درد تو مرد آزما
 موهبہ دیائے تو لطمه زن آسیا
 کشته عشق ترا عمر اید خوبها
 اے پی صغرائے من لطف تو ستموینا
 چهره خراشید ام از غبرات بکا
 کے شودم کے شو این گره از سینه وا
 اے که بسک و ہی جذبہ آہن ربا
 کام دل عاشقان ترک ہمہ کامها
 پس که پیغم زور بار که عتلا
 با هم حاجت طلب لطف تو جا روا
 در هم سج وجود دیده من ناشتا
 عاشق بے صبر دل به فعل انجرا
 چشم مر اوز و شب ہم ہر و ہم غشا
 بست تعلق بر تعلق مانده غطا بر عطا
 عکس پذیر و اگر اینہ تلی جلا
 دیدہ ندارد گذر سینه ندارد ابا
 تشنه روی ترا است عیانت حنا
 وز ہمہ بیگانه ام ما تو ام آشنا
 مجمع بحرین عشق یافته خوف و جا
 عو شکفتن افق و ارضک فوق السماء
 زہرہ من آب شد و سر اس ما برا

دور گلن از دلم و ز دل من دورند
 صیبه محبت نم آرزوم بس بهیں
 گرم دلم در بریت سے پذیردوسے
 ذرہ از نور خود کھل جو اہر پہ بخشش
 دیدہ سرا اگر سر نہ بخشد فروغ
 رود قبول جہاں داشتہ و عشق تو
 گزرتو آید غمے بر دل غم پر دلم
 محفل فوق ترا بہر صبوحی کشاں
 در شب تاریک غم کردہ بہرمانگی
 بزم ترا ساقیم مابد و قرآہ سے
 فیض تو افشاں عرص کر وہ زلال
 تابو شتم غمی در نظر مستم
 آنکہ تو او خستی بر سر اقبال او
 دانکہ تو انداختی از لطف تراش
 داشت سیماں بخود نام تو نقش گیس
 ماند محلق زباں چیت سپر گبود
 گرم روان برست در شب تاریک پہل
 پلے سے رسیدن نہ وجود تو انداختہ
 این بہر تاکے بود بر سر خوان ہوں
 نبض شش اسماں ہر ماہہ سہ لزلج
 اسکے کہ بہر جالہر کردہ بس نام دگر
 نیستہ از آفتاب آنکہ ہفتادش
 راہ نمایان غیب از دو طرف لغوزن

ہر جہ بہ شتی و سغف ہر جہ بہ عشق و دلا
 کز زخم ذات شوق باز گزردم رہا
 چشمہ سیاب شوق از لبت دل انظفا
 بو کہ پذیرد از لال دیدہ جام نغیا
 کورعی دل را پھر سود کجھلے تو سیا
 از ذوق من ستر و صورتی شرح و ہجھا
 مویٹے بویم کشد ز من مژدہ حساب
 نفس سیرج الشاہ با دہ و سبع الانار
 خاک نشینان حرم بر کمر است آنگاہ
 روئے ترا عاشقیم مابد و عالم گوا
 جو دو سو مان بخل کردہ رسین سخا
 حکم ز مادر باد یا قہ سیم و طلا
 قیر سعادت کشا و سایہ بل ہما
 بوم صفت شدید ہر راج سیر شقیبا
 ورنہ چو بندو پری آصف بن برخیا
 بختی قدر زار سجنہ رویش دریا
 راہ بجاسے بر نہ زین جس بے صدا
 بر سر این ہفت خوان غفلت لصلوا
 مددہ آمیدین مہینہ دکش مستلا
 تاج امیر تو درو بندہ حکمت دوا
 ہم جوی ما اللہ ہم جی رحمت خدا
 نیز بیضا و لوح با لرقن شمس و آقا
 ناطق لسانی القمائل و قہویرا بانہاسے

از تو سینه کار را یافته صوب صواب
 بر فغان رست منتقل از کاو کاد
 بشیبه دیر تو در سسر باز محیبه
 بر که ترا زین لوقه طلبد هم برود
 حضرت قدس ترا نیست نظر بر لب
 نیست سرم در جو پیش درت سخن
 سر بر زمین درت برودن بر و آهمن
 آبله یا آل نیکه یاد بدست این در
 نور تو بر دل بود از تنق شکاک
 سجده پر سو برم قبله توئی غیر نه
 آینه بر آینه بس که بود و نفس
 عاجز و در مانده ام بر دل من میکنه
 بر دل امسره ام حیف که از چشمش
 نفس قوی دشمن است در نه بر تو بند
 تقیبت تا شود روز بروز بسوس
 کفر لقیقت مراست زان بگویم در
 در سپه انگیریم بر سر میدان
 چند دل من بود شیفته مهرشان
 داعیه این دل از دل من در کن
 معده از مرا غالمه جو رع کلب
 منقصرم منقصر بوده بفرستگاه
 تا که از تو بر تو بدر شوم بر سپهر
 است امیدم تویی از تو بیایم در

لیک تعلق میا و او خطاب خطا
 کاو پرست خلق شیر پرست خطا
 فرخ خرابات کرد خفته صد بار سا
 بخیه دلش کنه خنده و دنا نما
 خواه منقش بر نه خواه مر قع غمت
 کز تن عاشق کنده سر مو سخنا
 نه بطراقت در دست بحقیقت در
 عاشق صحرانورد عابد خلوت سر
 کعبه بود بے فروغ مرده بود بے صفا
 کعبه و بطحا یک است با جرم انبیا
 کرده ز آب کلم حشم اهل اتها
 نفس تنم بر تنم حرص جفا بر جفا
 شغل قدر بسیار گشته باوقنا
 نرق نگر دم ز تیغ ماورق کنه نا
 هست نرکانه ام قلب شکاف دعا
 گر بچشم خویش راه مردم و مر و غرا
 نظرت من بس علم هست من بس اول
 حیف سیلان من با پر بیان سبا
 نیست جزین ملت من نیست جزین مع
 در همه بقراط عشق گفته مرا احتما
 بلتی ام بلتی برود بتو اتحاد
 سه علم از جهان سچو هلال از دا
 در دم خواب اهل غالب درت متکا

ز او نیست گناه تو مرا لا مکمل
 کبریا که شدت در حقش است
 من قالیب الیسیه و اعدت
 سجده و سجاده را بر دست دین جلوه داد
 طاعت تا تا چه چند بر سر نهشت
 بندگی من در حق زنده ای من و یال
 با دل و دست و پا بنال نفس درت
 بگره سادت انداخته زلف من زیر خاک
 و آنکه زلف بریت جاسم بر و شک شد
 نام سلسله اثر زده زشت و کور یاد
 از در راه خانیال کز به زخم انحراف
 بازنده چنانیال کافر کار افسوس
 نشسته محض تو ام بر عیاست بهار
 یا اول تا اول از غیر در غیبت تو هم
 کرم نیازی ستانده آنچه عطا کرده
 از تو کفایت است علم تو است درت
 جنبش بر کار خست شده ز ازل تا ابد
 خرم با خجالت کس چون نشود و سوزند
 با زلف و آنکه شدت در ایمن با نهشت
 کزین کس نفس برون در خیال خود
 تفسیر و تفسیر تا هم ازین شرح یاد
 غلبت عشق تا با بود به پیغام گویند
 کزین کس نیست لاله ایام کز اوق
 راه چنانکه زلفت کس قلم سزده کرد
 آنچه بیقرار حال انداخته کمال
 و شکل و کلب درص در خمر او جاج
 در هر کس سخن نیست تا به صلاح
 بدست لجه آید در حق نظر بر
 خانه کار سخن هم به دست دادیال
 بر سر زخم اگر کز من سیه چارگی

یادیه لا مکمل سلیه تو مرا انگنا
 کوس ولایت زودت بخش لول الخ
 مرمز آبی شدت همیشه و استغیا
 اینج کز یو است شک دین که دور تا
 بنده نه با خواجه کرد این همه بیع و شتر
 بزرگتر است ترا کز بجزم انخا
 بر کف درسته آسمان زیر قدم بورا
 کسج کز فصل ایست بحر شرح القضا
 بجز سپهر بلند رفت به پیشت و تا
 آن چه در حاکمیت و لم بخصه جنبلا
 در صفت نشسته خانیال برده و علم انت
 خاک ندانست بسره و عیاست جزا
 رجایه بعدا و کرم بازیه کز یاد
 کز به گوید بر خیال فلسفه ما خلا
 بازستان با نفس حسرت بر بازار ما
 فاشه آن صحنه خاشاکه اش منصف طفا
 زین دو فرا هم رسیده آتش ایضا
 برین زغال و اذ افتاد ز کز کز خط
 نسک بلند می آفت گو کتب استغیا
 زنده دلال دانسته مرده دلال اعدا
 کز سر تو پیش تو اعر کرده بنام التقا
 در صفت حله ترا بسیل و ستالی سل
 کز کس صحرایست چند کرم نیم از بندنا
 چند کرم فکر تم کافیه را استغیا
 بر تو سجد خیال بر تو بود استغیا
 در خم و بیخ و طمع و زلفهم القفا
 بر منظر و سینه طبع بهما و اطللا
 دور کز از مشرب من و اذ کز نادان ستا
 چون تو خود و ما مو جوی فاشه ایضا
 کمال کمال در و دل ختم کمال بودنا

من که در حرف و ما کز او هم دور یاد
 علم سنی کمال عالی استغیا

قابل قدر پیمبری ریپریس اور تعلیمی کتابیں

شکوت انگلشیہ نامی امدادی سوسائٹی کی تاریخ کا مختصر نفاذہ سوکار انگریزی کی دوست و عظمت خاندان
انگریزی اور ہندوستان میں اس کی برکات و حسنات کے ضمن میں اس کی ایسے دلچسپ ترین واقعات ہیں کہ
طالب علم نہایت آسانی کیساتھ ان حالات سے واقف اور متوجہ ہو جاتا ہے۔ ہر نسخہ ریپریس کی خاصی
بلکارہ و الفاظ کا فرسنگ بھی دیا گیا ہے۔ قیمت ۱۰ روپے

یہ کتاب ریپریس کی پانچویں جماعت اور فرسٹ ڈیول کے لئے باقاعدہ طور پر **پیمبری ریپریس** منظور
ہو چکی ہے۔ چونکہ اس کے پڑھنے سے سوکار انگریزی کی نسبت رعایا کے فاداری کے جذبات میں اضافہ ہوتا
یہی طور پر ثابت ہو رہا ہے۔ اس لئے قریباً تمام پنجاب میں اس کی باقاعدہ تعلیم جاری ہے۔ قیمت آٹھ روپے
منتخب اردو و گلستان اشعار کی کتاب اور نظم و نثر میں لکھا گیا ہے۔ اور ہر جگہ مناسب

تصاویر سے ایسا دلچسپ بنا دیا ہے کہ طلباء اور یاد کیا کریں۔ ریپریس اور انگریزی (جماعت چہارم) میں
پیمبری ریپریس اور اس کے پڑھنے سے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی بے یار و مددگار اس کے مطالعہ کسی
اور اردو کتاب کو بطور ایک نایدریڈر کے پڑھنا منطوق نہیں کر سکتا۔ قیمت ۱۰ روپے

تاریخ پنجاب زمانہ قبل تاریخ سے آج تک کی مختصر تاریخ جس کے پڑھنے سے طلباء کو تاریخی حقیقت سے
آگاہی ہو جائیگی۔ علاوہ تاریخ ہند کے سبھی اور یاد کرنے میں بھی نہایت آسانی ہو جائیگی۔
کہانے اکثر اہل الرائے نے اسے اعلیٰ تعلیم کیلئے بہت نرا قابل فخر پوچھا ہے۔ اس میں اور کئی کئی
کیلئے ہر سال کی **پیمبری ریپریس** نامی تاریخی کتاب قرار دیا ہے۔ زبان کی صفائی کیساتھ کئی نقشے
اور تصویروں کی مدد سے اسے جملہ حقیقتیں

وستان اطفال بچوں اور نوجوانوں کے لئے وہ واقعات کی دلچسپ اور نصیحت آمیز
کہانوں کا مجموعہ ہے جس کو تمام مشاہیر لکھنے عام طور پر ان لوگوں سے بہتر تسلیم فرما
لیا ہے۔ مختصر اول دوسری جماعت کیلئے اور چوتھی دوسری جماعت کیلئے اور چوتھی دوسری جماعت کیلئے
ان سب کتابوں پر مددگار اور نیشنل پبلسیشن سوسائٹی نے ان کی تیاری میں مدد فرمائی ہے۔
تا کہ حصول کے بعد کسی بچہ کو اصل قیمت پر کتابیں مل سکیں

اس کے ساتھ تمام تعلیمی اور مذہبی تعلیم کتابیں اور نکتہ چانی کتابیں وغیرہ بازاری قیمت پر دیا کئے جاتے ہیں
جلد پانچویں و لاکھ فیروز الہ آبادی ریپریس پیمبری ریپریس کے نام سے لکھی ہیں۔

مختصر مجمع البحرین کی تہذیب و تہذیب

۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

مختصر مجمع البحرین کی تہذیب و تہذیب

ف
۱۲۱۵۱۵۸۹

ف - د

آخری درج شدہ تاریخ پو یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دمرانہ لیا جائے گا۔

حافظ التتر کاشف الأسرار	کافم العسیف باسط الرأفة
ما حی ظلم و دافع ضراً	حامی عدل و حار پس نصفت
آخرین فیض بخش هشت و چهار	اولین بود صد هسره ار وجود
قائد جیش فہم و اسپتبار	مالک عصر نصیر و فیروزی
مرجع خیر و طہار اختیار	منزل قدس و مہبط تقدیس
کار فرمای ثابت و پستبار	آفتاب ماضی و ماہ منیر
از بلندی بود محیط و مدار	درکش آسمان ہشتم را
لیل از وسیل شد نثار نثار	جاعل نور و ظلمت است بی
تیرگی رو سیاه و بمیتدار	روشنی در زمان او باقی
گرچہ امر و زکشتہ دانش خوا	روز او چون سپہ عزیز شود
جہل و بوجہل تار کشتہ و مار	معرفت در رکاب او مضوی
حضرتش زوی آن گرفتہ قراء	کرسی عدل محترم چون عرش
قدیانش ہمہ سپہ و سردار	پادشاهی کنند امام بحق
دست دولت رسد باستقراء	مشینہ شود مبانی ملک
ذکر سبحان و احد القہار	نام سیاستش شنوند